رفیقِ حج وعمرہ

احرام، عمرہ، حج کے پانچ دن اور مدینہ شریف کی زیارت
کے ضروری احکام، اس موقع کی مسنون دُعاؤں کا مجموعہ
اور سفرِ حج کے نئے اور مشکل مسائل کا حل، مستند ومعتبر کتابوں
کے حوالہ سے، آسان زبان میں، عمدہ ترتیب کے ساتھ۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ناشر : المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

فہرست مضامین

عمرہ

احکام حج

زیارتِ مدینہ

چند جامع دعائیں

زائرین حرم سے!

اس گنہگار بھائی کی درخواست ہے کہ اگر اس کتاب سے ان کو کچھ نفع پہنچے تو حج وعمرہ اور حرمین شریفین کی دُعاؤں میں اس کو بھی یاد فرمالیں اور اس کے لئے اخلاص اور دین ودنیا کی عافیت کی دُعاء فرمائیں، یہ آپ کا اس حقیر پر بڑا احسان ہوگا۔

رحمت رب کا اُمیدوار
خالد سیف اللہ رحمانی

پیش لفظ

ایک مسلمان کے لئے حج سے زیادہ مبارک اور مسعود کوئی سفر نہیں ہوسکتا، یہ عشق ومحبت کا سفر ہے،اس سفر میں وہ قدم قدم پر سر کی آنکھوں سے اُن مقامات کو دیکھتا ہے،جن سے خدا اور اس کے رسولوں کی یاد تازہ ہوتی ہے اور محبت کی آگ دلوں میں سلگتی اور قلوب کو روشن کرتی ہے ، اس سفر میں اخراجات بھی خاصے ہوتے ہیں ؛ لیکن افسوس کہ جن خوش نصیبوں کو اس سفر کی توفیق ہوتی ہے، وہ مادی تیاریاں تو خوب کرتے ہیں ؛ لیکن بہت سے لوگ اس سفر کے لئے روحانی اور علمی تیاری بالکل نہیں کرتے ،

بعض حضرات کوتو ''تلبیہ'' تک یادنہیں رہتا، پہلے پانی کے جہاز سے حجاج کا سفر ہوتا تھا تو بمبئی میں اور دورانِ سفر بھی تبلیغی جماعت اور دوسرے اہل فکر ان پر خوب محنت کرتے تھے اور اس سے ان کی کافی تربیت ہوجاتی تھی، اب چوں کہ فضائی سفر ہوا کرتا ہے، اس لئے یہ محنت بھی نہیں ہو پاتی، بحمد اللہ ادھر بعض شہروں میں ایک اچھا سلسلہ قائم ہوا ہے کہ حجاج کے لئے خصوصی تربیتی کیمپ رکھا جاتا ہے اور اس میں حج کے ضروری مسائل واحکام بتادیئے جاتے ہیں، موجودہ حالات میں یہ بھی غنیمت ہے۔

راقم الحروف کو بھی بحمد اللہ پہلی بار ۱۴۱۳ھ میں اور پھر اس کے بعد بھی متعدد بار حج کی سعادت حاصل ہوئی، پہلے حج میں تو کم (کیوں کہ یہ حج جدہ کے احباب کے ساتھ ہوا تھا اور ان کے کیمپ میں اکثر حجاج کئی کئی بار اس سعادت سے بہرہ ور ہو چکے تھے)

لیکن بعد کے اسفار میں زیادہ اس کا احساس ہوا کہ حج پر ایک آسان کتاب مرتب ہونی چاہئے ،جس میں احرام ،عمرہ اور حج کے پانچ ایام کے مسائل آسان زبان میں جمع کردیئے جائیں ، مسائل کا احاطہ نہ ہو؛ بلکہ صرف وہ ضروری مسائل لکھے جائیں، جو عام طور پر پیش آتے ہیں، جدہ میں بھی اسی مقصد کے تحت احباب نے حج سے متعلق سوال و جواب کی نشست رکھی تھی اور حیدرآباد میں بھی بعض اجتماعات میں بالترتیب مسائل حج کی تفہیم کا موقع ملا ، ان مواقع پر بھی مختلف دوستوں نے خواہش کی کہ اسی ترتیب سے ان مسائل کو مرتب کردیا جائے ۔

یہ مختصر رسالہ اسی خواہش کی تکمیل ہے، اس میں احرام، عمرہ اور حج کے پانچ دنوں میں کئے جانے والے افعال کی وضاحت ہے اور عام طور پر جو غلطیاں پیش آتی ہیں، ان پر کیا واجب ہوتا ہے؟

اس کا ذکر ہے، حج بدل اور زیارتِ مدینہ منورہ سے متعلق ضروری باتیں اور خواتین کے خصوصی مسائل بھی بیان کر دیئے گئے ہیں، اہم مسائل کے حوالہ جات بھی دے دیئے گئے ہیں، حاجی صاحبان سے میری خواہش ہے کہ وہ ایک بار پوری کتاب کو پڑھ جائیں، پھر کتاب ساتھ رکھیں اور جس موقع پر ہوں اس موقع کا بیان دوبارہ پڑھ لیں، مثلاً احرام باندھنے سے پہلے احرام کے مسائل، اس کے بعد عمرہ کے مسائل، ایام حج شروع ہوں تو ۸ر ذوالحجہ کو اس تاریخ کا عمل، ۹ر ذوالحجہ کو اس تاریخ کا بیان، اس طرح انشاءاللہ بآسانی آپ افعال حج انجام دے سکیں گے۔

حجاج کرام کو دو باتوں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے :

اول : یہ کہ جن باتوں کا مستحب ہونا بتایا گیا ہے، وہ اسی وقت مستحب ہیں کہ ان کے کرنے میں دوسرے مسلمان کو اذیت

نہ پہنچے اور خود اس کے لئے کسی بڑی جسمانی تکلیف کا اندیشہ نہ ہو، دوسروں کو تکلیف پہنچا کر یا اپنی جان جوکھم میں ڈال کر ایسے مستحبات کو انجام دینا درست نہیں۔

دوسرے : کچھ دُعائیں حج کے مخصوص مواقع پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں، ان کو اس کتاب میں نقل کر دیا گیا ہے، ان کے علاوہ کوئی بھی دُعا کی جاسکتی ہے؛ اس لئے دوسری دُعائیں نہیں لکھی گئی ہیں؛ البتہ کچھ جامع اور مختصر دُعائیں (جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں) آخر میں نقل کر دی گئی ہیں جن کا یاد کرنا آسان ہے؛ تاکہ اپنی یادداشت اور سہولت کے مطابق حجاج دُعا کر سکیں، طواف اور سعی کے مختلف چکروں کے لئے جو دُعائیں کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں، خاص ان مواقع سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کو پڑھنا ثابت نہیں؛ اس لئے جو دُعائیں یاد ہوں ان کو پڑھا

کریں، یہ بھی ضروری نہیں کہ دُعاء عربی ہی میں کی جائے، اگر عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو اُردو میں بھی دُعاء کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ اسی لئے ہر جگہ دُعا کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے کہ جن لوگوں کو عربی الفاظ یاد نہ ہوں، وہ اُردو ہی میں اس کا خلاصہ کہا کریں، اس کے علاوہ ہر انسان کی ضرورت علاحدہ ہوتی ہے؛ اس لئے دُعاء کی قبولیت کے مقامات پر اپنی اپنی جائز ضرورت وخواہش کی دُعاء کرنی چاہئے، لگے بندھے الفاظ میں دُعا کرنا ضروری نہیں۔

یہ کتاب رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ میں مرتب ہوئی اور پہلی دفعہ اسی سال طبع بھی ہوئی تھی، بحمد اللہ لوگوں نے اسے پسند کیا اور کئی حجاج جنھوں نے اپنے ساتھ اس کتاب کو رکھا تھا، اظہار کیا کہ انھیں اس سے بہت نفع پہنچا اور آسانی ہوئی، عرصہ سے یہ کتاب ختم ہو چکی تھی اور مخلصین نئی طباعت کا تقاضہ کرتے تھے؛ چنانچہ

جب نیا انڈیشن لانے کی بات ہوئی تو اس حقیر نے پوری کتاب پر نظر ثانی کی ، کہیں کہیں معمولی تبدیلی کی گئی اور بہت سارے ضروری مسائل کا اضافہ کیا گیا ، یہ بھی کوشش کی گئی کہ اس کا خط بمقابلہ پہلے کے کسی قدر نمایاں کردیا جائے ؛ تاکہ بوڑھے اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو بھی پڑھنے میں سہولت ہو، اسی طرح دُعاؤں پر اعراب لگانے کا اہتمام کیا گیا ہے؛ تاکہ عام لوگوں کو دُشواری نہ ہو۔

دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائیں ، عازمین حج وعمرہ کو اس سے نفع پہنچے اور یہ اس حقیر کے لئے بھی زادِ آخرت بنے، وباللّٰه التوفيق وهو المستعان۔

خالد سیف اللہ رحمانی ۸؍رجب ۱۴۲۵ھ

(خادم: المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد) ۲۶؍اگست ۲۰۰۴ء

• • •

''حج''اسلام کا اہم ترین رکن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت ہی مقبول حج کی جزاء ہے، (۱) آپ نے بوڑھوں، بچوں، کمزوروں اور عورتوں کے لئے حج وعمرہ ہی کو جہاد قرار دیا ہے، (نسائی، حدیث نمبر:۲۶۲۶) عام طور پر لوگ اخراجات سے ڈر کر اس مبارک سفر سے گریز کرتے ہیں؛ لیکن آپ نے فرمایا کہ حج گناہ اور فقر و محتاجی کو اسی طرح دور کرتا ہے، جیسے بھٹی لوہا، سونا اور چاندی کا میل وکچیل دور کردیتی ہے۔ (۲)

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۷۳، باب وجوب العمرة وفضلها، مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۹، باب فضل الحج۔

(۲) ترمذی، حدیث نمبر: ۸۱۰، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرة۔

حجِ فرض کی طرح نفل حج کی بھی اہمیت ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے جس بندہ کو تندرستی دی ہو اور روزی میں وسعت عطا فرمائی ہو اور اس نے چار سال میں کعبۃ اللہ شریف کا سفر نہیں کیا، وہ محروم ہے، (مجمع الزوائد: ۲۰۶/۳) اگر سفر حج کے درمیان کسی کی موت واقع ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت تک اس کے لئے حج کا اجر لکھا جاتا رہے گا۔(۱)

عمرہ

''عمرہ'' کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کے لئے کفارہ ہے، (۲)

(۱) مجمع الزوائد: ۳۰۸/۳۔

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۷۳، باب وجوب العمرۃ وفضلہا، مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۹، باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ۔

خاص کر رمضان المبارک کے عمرہ کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں حج کے برابر اجر ہے،(۱) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف آئے، نہ بُری بات کہے، نہ برا کام کرے تو وہ سفر سے اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر واپس ہوتا ہے جیسے کوئی نومولود بچہ۔(۲)

جہاں حج وعمرہ کی یہ فضیلت ہے، وہیں حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والے کے لئے اسی قدر وعید بھی ہے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو سواری اور اتنے توشۂ سفر کی صلاحیت رکھتا ہو جو بیت اللہ تک پہنچادے اور پھر بھی حج نہ کرے تو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔(ترمذی، حدیث نمبر:۸۱۲، باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج)

---

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۱۷۸۲، باب عمرۃ فی رمضان، مسلم، حدیث نمبر: ۱۲۵۶، باب فضل العمرۃ فی رمضان۔ (۲) بخاری، حدیث نمبر:۱۸۱۹، باب قول اللہ ''فلا رفث''، مسلم، حدیث نمبر:۱۳۵۰، باب فضل الحج والعمرۃ یوم عرفۃ۔

نفل حج وعمرہ یا صدقہ؟

اگر ایک شخص فرض حج ادا کر چکا ہوتو اب اس کے حق میں نفل حج یا عمرہ کرنا بہتر ہے، یا کسی ضرورت مند پر اس رقم کا صدقہ کر دینا، یا کسی اور ایسے شخص کو اپنی طرف سے حج یا عمرہ پر بھیجنا، جس نے ابھی تک حج نہیں کیا ہے؟ ـــــ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے اندر بار بار حج وعمرہ کی استطاعت نہیں ہے اور اتفاق سے اس کی سہولت میسر آ گئی ہے تو حج یا عمرہ کر لینا بہتر ہے؛ بشرطیکہ شریعت نے جو حقوق اس سے متعلق کئے ہیں، وہ متاثر نہ ہوں، اگر اس کے اندر بار بار حج وعمرہ کی استطاعت ہو اور کسی ضرورت مند کی ضرورت سامنے ہو تو صدقہ کے ذریعہ اس ضرورت کو پورا کرنے میں زیادہ اجر وثواب ہے؛ چنانچہ علامہ برہان الدین بخاری حنفیؒ (م:۶۱۶ھ) لکھتے ہیں :

اگر کوئی شخص ایک بار حج کر چکا ہو، پھر دوبارہ حج کرنا چاہے تو اس کے لئے دوبارہ حج کرنا افضل ہے یا صدقہ کرنا؟ تو راجح یہ ہے کہ صدقہ کرنا افضل ہے؛ اس لئے کہ صدقہ کا نفع دوسروں کو پہنچتا ہے، جب کہ حج کا نفع اس کی ذات تک محدود رہتا ہے۔(المحیط البرہانی: ۳/۴۹۹)

فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ نے بھی اس پر فتویٰ دیا ہے، (۱)

نیز سیدنا حضرت حسینؓ سے روایت ہے :

میں مدینہ کے کسی گھر والوں کو ایک ماہ تک روزانہ ایک یا دو صاع کھانے کی چیز فراہم کروں، یہ بات مجھے ایک حج کے بعد دوسرا حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔(۲)

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ:۹/۶۸۶۔ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، باب فی الصدقۃ والعتق، حدیث نمبر:۱۳۳۵۱ھ۔

ایسی صورت میں اس کو صدقہ کا بھی اجر حاصل ہوگا اور چوں کہ اصل ارادہ اس کا حج یا عمرہ کا تھا؛ اس لئے انشاء اللہ نیت کی وجہ سے اس کو حج یا عمرہ کا اجر بھی حاصل ہوگا۔

اگر کوئی ایسا ضرورت مند شخص سامنے نہ ہو؛ لیکن ایک شخص — جس نے حج یا عمرہ نہیں کیا ہے — زیارت حرمین شریفین کا آرزومند ہو تو خود حج نفل کرنے کی بجائے اس کو اپنا نائب بنا کر بھیج دینے میں زیادہ ثواب ہے، اس میں اس کو حج کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور ایک مسلمان کی آرزو پوری کرنے اور اس کی دلداری کرنے کا اجر بھی۔

زیارت مدینہ

پھر کون کم نصیب ہوگا جو دور دراز سے حج یا عمرہ کے لئے حاضر ہو اور مدینہ منورہ کی حاضری سے محروم واپس ہو جائے ؟

مدینہ اہل وفا اور اربابِ صفا کی بستی ہے، اس میں خود آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے، جس کی زیارت اس فانی زندگی میں ہر مسلمان کی سب سے بڑی آرزو ہے، یہاں ہزاروں صحابہ و شہداء اور صالحین آسودہ خواب ہیں، کتنے ہی متبرک مقامات ہیں جو قدم قدم پر اسلام کی ابتدائی تاریخ کی یاد دلاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے سامانِ عبرت و موعظت ہیں، ان مقامات پر حاضری اور خاص کر قبر شریف پر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے اور ''ریاض الجنۃ'' میں نماز ادا کرنے سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی؟ — یہ سب سفر حج ہی کا طفیل ہے۔

حج کب فرض ہے؟

حج ہر ایسے مسلمان پر فرض ہے جو بالغ ہو، دماغی اعتبار سے صحت مند ہو اور حج کے لئے سواری اور دوسرے ضروری

اخراجات پر قدرت رکھتا ہو، عورت پر حج ادا کرنا اس وقت فرض ہے جب شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار بھی سفر پر جارہا ہو، یا اس میں اتنی مالی استطاعت ہو کہ شوہر یا کسی محرم کو ساتھ لے جاسکتی ہو، اگر عورت محرم کے بغیر سفر حج کرے تو حج تو ادا ہوجائے گا؛ لیکن اس کا یہ سفر مکروہ ہوگا، اس لئے اس سے بچنا چاہئے، حج فرض ہوجانے کے بعد جلد سے جلد حج کرلینا فرض ہے، تاخیر گناہ ہے۔(۱)

بعض حضرات سمجھتے ہیں کہ جب تک لڑکیوں کی شادی نہ ہوجائے، اس وقت تک حج فرض نہیں ہوتا، یہ غلط ہے، جوں ہی آپ اخراجاتِ سفر پر قادر ہوگئے، حج فرض ہوگیا، شادی بیاہ میں کثیر اخراجات اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایک خودساختہ رواج ہے؛ اس لئے اس کی وجہ سے اسلام کے اس اہم

(۱) مراقی الفلاح وحاشیہ طحطاوی: ۳۹۶-۹۷۔

اور عظیم رکن سے محرومی درست نہیں ، حج فرض ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ نقد رقم ہی اس کے پاس موجود ہو ، اگر زمین وجائیداد رہائشی مکان کے علاوہ اتنی ہو کہ اس کو فروخت کر کے حج کا سفر کیا جا سکتا ہو، جب بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔

عمرہ کا حکم

''عمرہ'' بھی بعض فقہاء کے نزدیک فرض ہے،امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ''واجب'' یا ''سنتِ مؤکدہ'' ہے، (تحفۃ الفقہاء:۱/۳۹۱) اور جیسا کہ ذکر ہوا،اس کی بھی بڑی فضیلت ہے؛اس لئے حج کے موقع پر عمرہ بھی کر لینا چاہئے ،اگر حج تمتع کیا گیا تو خود بخود عمرہ بھی ہوجائے گا، ویسے عمرہ کی کثرت مطلوب نہیں ہے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ایک ہی عمرہ فرمایا ہے، جہاں تک ممکن ہو طواف کی کثرت رکھنی چاہئے۔

مالِ حلال کے ذریعہ

حج وعمرہ کے لئے مال حلال ہی استعمال کرنا چاہئے ،حرام پیسے سے حج کرنا حج جیسی عبادت کی توہین ہے ، یہاں تک کہ اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں بھی لوگ اس کا اہتمام کرتے تھے کہ حج میں ناپاک اور گندے پیسے استعمال نہیں کئے جائیں ، ایک مسلمان کے لئے تو اس کی رعایت بدرجۂ اولیٰ ضروری ہے ۔

اگر ہندوستان کی گورنمنٹ یا کوئی اور ادارہ یا سعودی گورنمنٹ کسی کے لئے حج کا انتظام کرے اور رشوت دیئے بغیر یہ سعادت حاصل ہو تو ایسی پیشکش پر حج کا سفر کرنا درست ہوگا اور اگر اس نے اب تک حج فرض ادا نہیں کیا تھا تو فریضۂ حج بھی ادا ہو جائے گا ۔

• • •

احرام اوراس کے ضروری مسائل

احرام کہاں سے باندھا جائے؟ اس سلسلہ میں تین قسم کے لوگ ہیں :

○ ایک وہ جو ان مقامات سے باہر رہتے ہوں جن کو آپ ﷺ نے میقات قرار دیا ہے، یہ میقات پانچ ہیں :

○ برصغیر کے لوگوں کے لئے میقات ''یلملم'' ہے، ایسے لوگ اگر سیدھے مکہ مکرمہ کے سفر کا ارادہ رکھتے ہوں تو حج ہو یا عمرہ، ان مقامات سے احرام باندھ کر آگے بڑھنا ضروری ہے، اگر یہاں سے آگے بڑھ گئے اور احرام نہیں باندھا تو ایک بکرے کی قربانی واجب ہوگی، اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو حرج نہیں۔

○ دوسرے جو لوگ میقات کے اندر ہوں، ان کے لئے حرم کا علاقہ شروع ہونے سے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے، اگر اپنے گھر سے ہی احرام باندھ کر نکلے تو کوئی قباحت نہیں، جیسا کہ عام طور پر جدہ کے لوگوں کا معمول ہے، جہاں سے حرم کا علاقہ شروع ہوتا ہے، وہاں نشانات کے ذریعہ نشاندہی کر دی گئی ہے، جدہ سے مکہ جاتے ہوئے اس مقام پر ایک گیٹ بنا دیا گیا ہے، جس سے پہلے ایک رحل نما گیٹ ہے، اس سے پہلے بہر حال احرام باندھ لینا ضروری ہے۔

○ تیسرے جو لوگ مکہ کے اندر ہوں، چاہے وہاں مستقل طور پر رہتے ہوں یا عارضی طور پر ٹھہرے ہوئے ہوں، ان کو عمرہ کا احرام حدودِ حرم سے باہر جا کر باندھنا ہوگا، جس کو ''حِل'' کہا جاتا ہے، یہ ضروری ہے، اگر مکہ مکرمہ کے اندر ہی سے احرام

باندھ کر عمرہ کرلے تو قربانی واجب ہوگی ، آپ ﷺ نے ''جعرانہ'' کے مقام سے احرام باندھا تھا اور آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عائشہ نے ''تنعیم'' نامی مقام سے احرام باندھا تھا، جہاں اس وقت ''مسجدِ عائشہ'' بنی ہوئی ہے؛ اس لئے مکہ میں مقیم لوگ عمرہ کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ ان ہی مقامات کو جاکر وہاں سے احرام باندھ کر آئیں، یہ حکم عمرہ کا ہے، مسجدِ عائشہ قریب بھی ہے اور مشہور بھی، مسجد حرام کے پاس سے بسیں جاتی آتی رہتی ہیں، یہاں سے احرام باندھنے میں سہولت ہے، حج کا احرام باندھنے کے لئے ان کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اپنی جائے قیام ہی سے احرام باندھ لیں۔

ہندو پاک کے حجاج کے لئے

○ اس لئے جو لوگ ہندوستان یا پاکستان سے ہوائی جہاز سے

''جدہ'' جارہے ہوں اور ایئرپورٹ سے اُڑنے کے بعد پہلی منزل ''جدہ'' ہی ہوتو احتیاطاً ایئرپورٹ ہی سے احرام باندھ لینا چاہئے۔

اگر درمیان میں کسی اور جگہ جیسے دبئی، کویت یا ریاض وغیرہ رُکنا ہوتو وہاں سے بھی احرام کی نیت کی جاسکتی ہے؛ لیکن اگر اس طرح احرام نہ باندھ سکے تو جدہ آنے سے نصف گھنٹہ پہلے ضرور نیت کرلی جائے اور تلبیہ پڑھ لیا جائے؛ کیوں کہ قریب آدھا گھنٹہ پہلے جہاز میقات سے گزرتا ہے اور یہاں سے حرم جانے والوں کے لئے بلااحرام گزرنا جائز نہیں، اگر یہاں سے بلااحرام گزر گئے تو ایک بکرے کی قربانی واجب ہوگی، جو حرم میں دینی ہوگی۔

○ یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے، جو سیدھے مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں، اگر کسی کے رشتہ دار جدہ میں یا حدودِ حرم سے پہلے کے کسی علاقے میں ہوں اور ان کا ارادہ پہلے اپنے عزیز کے یہاں چند دنوں ٹھہرنے کا ہو، یا ان کی ملازمت اس علاقہ میں ہوتو

ان کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ہندوستان سے عمرہ یا حج کے بجائے جدہ وغیرہ کا قصد کریں اور بلا احرام جدہ کو جائیں، پھر یہاں سے جیسا چاہیں احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کو جائیں، یہی حکم ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ریاض وغیرہ سے براہ جدہ مکہ جانا چاہیں، مشہور فقیہ علامہ بابرتیؒ لکھتے ہیں :

والحيلة لمن أراد من الآفاقي دخوله بغير احرام أن يقصد بستان بني عامر أو غيره من الحل فلا يجب الإحرام۔ (عنایہ مع الفتح : ۴۴۶/۲)

○ اسی طرح جو لوگ جدہ آکر پہلے مدینہ جانے کا قصد رکھتے ہوں اور مدینہ ہوکر مکہ حاضری کا ارادہ ہو تو ان کو بھی ممبئی یا جدہ سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں، وہ مدینہ سے مکہ واپس ہوتے ہوئے ذوالحلیفہ پر (جو آج کل ''بیرِ علی'' کہلاتا ہے) احرام باندھیں گے۔

احرام کا طریقہ

احرام کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ حجامت بنوالیں، بغل اور زیر ناف بال وغیرہ صاف کرلیں، ناخن تراش لیں، اچھی طرح میل وکچیل دور کرکے غسل کرلیں، غسل کے بعد عطر استعمال کریں اور مرد دو چادریں (جن کا سفید ہونا بہتر ہے) لپیٹ لیں، ایک کو بطور تہہ بند باندھ لیں اور ایک کو بطورِ چادر لپیٹ لیں، عورتیں سلا ہوا کپڑا حسبِ معمول استعمال کریں، پھر دو رکعت نماز ''احرام'' کی نیت سے پڑھ لیں، یہ نماز مسنون ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے، پھر مرد سر سے چادر اُتار دیں اور عورتیں سر ڈھکا رکھیں؛ البتہ چہرہ سے چادر ہٹادیں، اب اس کے بعد نیت کرلیں۔

احرام کی تین صورتیں ہیں :

(۱) میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے۔

(۲) صرف حج کا احرام باندھا جائے۔

(۳) حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے۔

جس طرح کا احرام باندھنا چاہے، اسی کے مطابق نیت کرے، عمرہ کا احرام باندھ رہا ہو تو نیت کرے کہ ''اے اللہ عمرہ کی نیت کرتا ہوں، اس کو قبول فرمالیجئے اور آسان کر دیجئے''، حج کا احرام باندھ رہا ہو تو عمرہ کی جگہ ''حج'' اور حج وعمرہ دونوں کا ارادہ ہو تو دونوں کا ذکر کر دے، ہند و پاک سے جانے والے حجاج عام طور پر ''تمتع'' کرتے ہیں ؛ اس لئے ان کو صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہئے ، اگر حج کی نیت کر لی تو پھر حج مکمل ہونے تک احرام کھولنے کی اجازت نہیں ہوگی ، نیت دل سے بھی کافی ہے ؛ لیکن زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔

الذکر باللسان أحوط۔ (السراجیۃ:۳۲)

اوراس کے بعد مرد کسی قدر زور سے اور عورتیں آہستہ آہستہ تین بار تلبیہ کہیں، تلبیہ کے کلمات اس طرح ہیں :

لَبَّیْکَ ، اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ، إِنَّ الْحَمْدَ ، وَالنِّعْمَةَ ، لَکَ وَالْمُلْکَ ، لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں ، میں حاضر ہوں ، بے شک تمام تعریف اور نعمت تیری ہی ہے، تیری ہی سلطانی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں۔

''تلبیہ'' کہتے ہی احرام کی حالت شروع ہوجاتی ہے''فإذا لبيت ناويا فقد أحرمت'' (البحرالرائق: ۳۲۲/۲)''ولا يعد شارعا فی الاحرام بمجرد النيه مالم يات بالتسمية'' (ہدایہ مع الفتح: ۴۳۷/۲) اگر آپ احرام ایئر پورٹ

ہی پر باندھنا چاہتے ہوں تو نماز پڑھ کر ''تلبیہ'' نہ پڑھیں، جہاز میں بیٹھنے کے بعد جس وقت آپ تلبیہ پڑھیں گے، اسی وقت سے آپ کا احرام شروع ہوگا۔

احرام کے لئے حجامت بنوانا، بغل وغیرہ کے بال صاف کرلینا، خوشبو لگانا اور غسل کرنا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے، وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرکے تلبیہ کہہ لیا جائے تو یہ بھی احرام شروع ہونے کے لئے کافی ہے۔

جو باتیں احرام کی حالت میں ممنوع ہیں

احرام کی حالت میں خوشبو لگانا یا خوشبودار صابن استعمال کرنا، جسم کے کسی بھی حصہ کا بال مونڈانا یا کٹانا، ناخن کٹانا، چہرہ کا ڈھکنا اور مردوں کے لئے سر ڈھکنا جائز نہیں، (البحرالرائق: ۳؍۲۵-۳۲۴) خیمہ کا کپڑا بھی سر سے یا چہرے سے نہیں لگنا چاہئے کہ ایسا کرنا

مکروہ ہے، گرمی یا کسی اور وجہ سے سر پر کپڑا رکھنا مکروہ ہے، (۱) البتہ چھتری یا کسی اور چیز کا سایہ کرنے میں قباحت نہیں، (۲) احرام کی حالت میں تولیہ کا استعمال بھی مکروہ ہے، (۳) یہاں تک کہ اپنے اوپر غلافِ کعبہ کو اس طرح ڈالنا کہ چہرہ اور سر ڈھک جائے بھی مکروہ ہے، (بدائع الصنائع: ۲/ ۴۰۹) البتہ غیر معطر ٹشو پیپر سے منھ پونچھ سکتے ہیں، سر یا بدن میں تیل بھی نہیں لگانا چاہئے۔ (۴)

خوشبودار چیزوں کا کھانا پینا

ایسی خوشبو دار چیزیں (جیسے زعفران، دار چینی وغیرہ جو پکوان میں بھی استعمال کی جاتی ہیں) پکوان کی چیزوں میں ڈال کر پکائی جائیں تو کوئی حرج نہیں، اگر بغیر پکائے ہوئے کچی حالت

(۱) البحرالرائق: ۳/ ۳۲۵۔ (۲) حوالہ سابق۔
(۳) البحر: ۲/ ۳۳۴۔ (۴) ہدایہ مع الفتح: ۲/ ۴۴۳۔

میں کسی اور چیز کے ساتھ ملا کر کھائے اور ملانے کے باوجود اس کی خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے، مگر اس کی وجہ سے کچھ واجب نہیں ہوگا، اگر خالصتاً ان ہی کو کھالیا جائے تو دَم (بکری) واجب ہوگا، (۱) پس ایسے مشروبات جن میں خوشبو پائی جاتی ہے، سے احتیاط بہتر ہے؛ تاہم اگر ان کا استعمال کرلیا جائے تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔

جو چیزیں احرام میں جائز ہیں

چھتری وغیرہ کا سایہ کرنے میں قباحت نہیں، حالت احرام میں دانت نکلوائے جاسکتے ہیں، سر اور رخسار تکیہ پر رکھ سکتے ہیں، سلا ہوا کپڑا پہنا نہ جائے؛ بلکہ چادر کے طور پر سر اور چہرہ کو بچاتے ہوئے اُوڑھ لے تو حرج نہیں، سر پر ناک پر ہاتھ رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں، زخم پر ایسے مرہم یا تیل استعمال کئے جاسکتے ہیں، جن میں خوشبو نہیں ہوتی۔

---

(۱) بدائع الصنائع: ۱۹۱/۲۔

کمر میں پٹا باندھا جاسکتا ہے، احرام کی چادر میں بھی جیب لگائے جاسکتے ہیں، انگوٹھی بھی پہنی جاسکتی ہے، خوشبو سے خالی سرمہ لگایا جاسکتا ہے، جسم یا سر میں کھجاہٹ ہوتو کھجایا جاسکتا ہے؛ البتہ اگر بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتو احتیاط سے کھجائے، احرام کی حالت میں احتلام کی وجہ سے یا یوں ہی ٹھنڈک وغیرہ کے لئے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں، احرام کی حالت میں احتلام ہوجائے تو اس کی وجہ سے احرام فاسد نہیں ہوگا۔

احرام میں خواتین کے چہرہ ڈھکنے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں عورتوں کو چہرہ پر کپڑا نہیں ڈالنے کا حکم فرمایا ہے، ارشاد فرمایا ''**إحرام المرأة في وجهها**''(۱) عام حالات میں چہرہ کھلا رکھنے میں کوئی دشواری نہیں؛

(۱) السنن الکبریٰ: ۵/ ۴۷، دارقطنی: ۲/ ۲۹۴، عن ابن عمرؓ۔

لیکن اجنبی مردوں کے درمیان ایسا کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہوسکتا ہے؛اس لئے بہتر ہے کہ سر کے اوپر کوئی ایسی چیز باندھ لی جائے جو آگے کی طرف نکلی ہوئی ہواوراس پراس طرح کپڑا ڈال دیا جائے کہ وہ چہرے سے لگتا نہ ہو، اس طرح پردہ بھی برقرار رہے گا اور چہرہ پر کپڑا نہ لگنے کی وجہ سے احرام کے احکام کی خلاف ورزی بھی نہ ہوگی :

والمستحب ان تسدل علی وجهها شیئا وتجافیه۔ (فتح القدیر:۲/ ۵۱۴)

عورتوں کے سر کے بال ٹوٹنے کا اندیشہ زیادہ رہتا ہے؛ اس لئے اگر سر پر کوئی کپڑا باندھ لیں کہ پیشانی ڈھکنے نہ پائے اور بال منتشر نہ رہے تو حرج نہیں؛ البتہ وضوء کے وقت کپڑے کھول لیں۔

احرام کا خاص عمل

حالتِ احرام کا خاص عمل ''تلبیہ'' ہے، تلبیہ جتنا زیادہ پڑھا جائے بہتر ہے، خاص طور پر نمازوں کے بعد فرض ہوں یا نفل، بلند جگہ پر چڑھتے ہوئے، نیچی جگہوں پر اُترتے ہوئے، صبح میں اُٹھتے وقت، سواری پر چڑھتے اُترتے ہوئے تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے، مرد زور سے پڑھیں، عورتیں آہستہ پڑھیں، جب بھی تلبیہ کہے تو بہتر ہے کہ کم سے کم مسلسل تین بار کہے، درمیان میں کوئی اور گفتگو نہ کرے، تلبیہ کہنے کے درمیان کسی اور کو سلام نہ کرے؛ البتہ سلام کا جواب دے سکتا ہے (۱) —— عمرہ کرنے والا تلبیہ اس وقت بند کرے، جب طواف شروع کرنے کے لئے

(۱) ہدایہ وفتح القدیر: ۲/۴۴۶۔

حجر اسود کا استلام کرے، حج کرنے والے رمی تک تلبیہ کہیں گے، جوں ہی ۱۰ / ذوالحجہ کو رمی شروع کریں گے، تلبیہ کہنا بند کر دیں گے۔

●●●

عمرہ

عمرہ کے معنیٰ ''زیارت'' کے ہیں، عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچے، اگر سامان ساتھ ہوتو کہیں رکھ کر مسجد حرام آجائیں، مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے درود شریف پڑھیں، پھر یہ دُعاء پڑھیں جو عام مسجدوں میں داخل ہونے کی ہے: ''اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ'' ذرا آگے بڑھنے کے بعد آپ کی نگاہ ''بیت اللہ شریف'' پر پڑے گی، یہ وقت دُعاء کی قبولیت کا ہوتا ہے، خاص طور پر دُعاء کریں کہ ''اے اللہ! کعبہ مکرمہ کے شرف میں اضافہ فرمایئے اور بار بار اس کی زیارت کا موقع عطا فرمایئے'' اس کے علاوہ اپنے اعزہ ، رشتہ داروں

اور عام مسلمانوں کے لئے دنیاو آخرت کے لئے جو کچھ دُعاء کرنی چاہیں کریں، اور پہلے سے اس موقع پر دُعا اپنے ذہن میں سوچ کر رکھیں، احرام کے علاوہ عمرہ کے دو اور کام ہیں: طواف اور سعی۔

طواف کے لئے حجر اسود کے سامنے آجائیں، آج کل صحن میں سفید پتھروں کے درمیان سیاہ پتھر کی ایک نمایاں لکیر ہے اور سامنے کی دیوار پر سبز لائٹ کے ذریعہ اسی مقام کو نمایاں کیا گیا ہے، جو حجر اسود کے مقابل پڑتا ہے، یہیں سے طواف شروع کرنا ہے، حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کا دایاں کاندھا حجر اسود کی بائیں جانب پڑے، یہاں نیت کریں کہ ''اے اللہ! تیری خوشنودی کے لئے میں عمرہ کا طواف کرتا ہوں، اسے آسان کر دیجئے اور قبول فرمایئے''۔

اب دائیں طرف ذرا آگے بڑھئے کہ حجر اسود آپ کے چہرہ و سینہ کے مقابل آجائے اور نماز کی طرح کان تک ہاتھ

اُٹھا کر ''بِسْمِ اللہِ اللہُ اَکْبَر'' کہئے ، اس وقت دوسروں کو تکلیف پہنچائے اور خود تکلیف اُٹھائے بغیر حجر اسود کا بوسہ لینا ، اور اگر بوسہ لینا ممکن نہ ہوتو ہاتھ سے چھونا بہتر ہے، جس کو ''استلام'' کہتے ہیں، اگر ہجوم زیادہ ہواور بوسہ لینے یا چھونے میں اپنے لئے یا اَوروں کے لئے مشقت کا اندیشہ ہوتو صرف ہاتھ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرلیا جائے یہ کافی ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچا کر یا خود اپنے آپ کو شدید مشقت وتکلیف میں ڈال کر حجر اسود کا بوسہ لینا یا چھونا مناسب نہیں ؛ بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے کہ اس میں مسلمان کو ایذاء پہنچانا ہے، بوسہ لینے کا موقع ملے تو صرف ہونٹ حجر اسود پر رکھ دے، اس طرح نہ چومے کہ آواز پیدا ہو، (بحر: ۳۲۶/۲) آج کل عام طور پر حجر اسود پر عطر لگا ہوتا ہے، ایسی صورت میں احرام کی حالت میں حجر اسود کو بوسہ نہ دینا چاہئے اور نہ ہاتھ سے چھونا چاہئے ، اشارہ پر اکتفا کرنا چاہئے ، اگر بوسہ لیا یا ہاتھ لگا یا

اور عطر لگ گیا تو کفارہ واجب ہوگا :

وقالوا فی من استلم الحجر فأصاب
یدہ من طیبہ أن علیہ الکفارۃ۔ (۱)

اسی طرح سات چکر لگائیں ، ہر چکر حجر اسود سے شروع کریں اور حجر اسود ہی پر ختم کریں ، اس طرح سات چکر میں آٹھ دفعہ حجر اسود کا استلام یا اشارہ ہوگا ، ہر بار جب حجر اسود کے سامنے آئیں اور بوسہ واستلام میں مشقت ہو تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کے مقابل لائیں ، ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف رکھیں اور ہاتھوں کے پشت کا حصہ اپنی طرف ، (۲) اس طواف میں چادر کو اس طرح لپیٹنا ہے کہ چادر دائیں ہاتھ کے بغل سے نکلتے ہوئے بائیں کاندھے پر رہے اور دایاں کاندھا کھلا رہے (اس کو ''اضطباع'' کہتے ہیں) ، طواف مکمل ہونے کے بعد چادر درست کر لینی چاہئے ، پہلے تین

(۱) بدائع الصنائع : ۲، درمختار : ۲/۱۴۶۔ (۲) بحر : ۲/۳۲۶۔

چکر میں مردوں کو سینہ کسی قدر نکال کر چلنا چاہئے اور بہادروں کی چال اختیار کرنی چاہئے، اس کو ''رَمَل'' کہتے ہیں؛ البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے دوسرے طواف کرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، جس طواف کے بعد بھی سعی ہو، اس میں ''رمل'' کرنا ہے اور اگر احرام کی حالت میں ہو تو ''اضطباع'' بھی کرنا ہے، اضطباع کے لئے احرام ضروری ہے، رمل کے لئے احرام ضروری نہیں۔

طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آپ سے یہ دُعاء منقول ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔(۱)

(۱) ابوداؤد، حدیث نمبر: ۱۸۹۲، باب الدعاء فی الطواف۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا کی بھی بھلائی
عطا فرمائیے اور آخرت کی بھی اور ہمیں آگ کے
عذاب سے بھی بچائیے۔

اس لئے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان اس دُعاء کا پڑھنا بہتر ہے، باقی اوقات میں دین و دنیا سے متعلق جو کچھ دُعاء کرنا چاہے کرے، کوئی خاص دُعاء متعین نہیں ہے، بعض حضرات طواف کے دوران قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، یہ بہتر طریقہ کے خلاف ہے، اس وقت یہاں دُعا اور ذکر افضل ہے، (۱) طواف کے درمیان سلام ومصافحہ اور ضروری گفتگو، نیز دینی گفتگو کرنے کی بھی گنجائش ہے؛ البتہ بے کار گفتگو نہ کرے، (۲) اگر طواف کے درمیان نماز شروع ہوجائے تو اسی جگہ طواف کو موقوف

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۴۹۷، ط: کراچی۔ (۲) فتح القدیر: ۲/ ۴۹۵۔

کر دیا جائے اور نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ اسی مقام سے طواف کو پورا کیا جائے، یہی حکم سعی کا بھی ہے۔(۱)

طواف کے درمیان اس کا خیال رکھیں کہ حطیم کے باہر باہر سے چکر لگایا جائے، نیز اپنا رُخ سامنے کی طرف رکھا جائے، اگر سینہ یا پشت کعبۃ اللہ کی طرف ہوجائے اور طواف کا کچھ حصہ اسی طرح گزرے تو اس چکر کو دوبارہ ادا کرے، ورنہ طواف ناقص رہے گا اور دوبارہ ادا کرنا ضروری ہوگا اور دوبارہ ادا نہ کرے تو قربانی واجب ہوگی۔(درمختار)

طواف کے درمیان نظر سامنے ہونی چاہئے، کسی اور طرف دیکھنا مکروہ ہے، (۲) اس لئے دورانِ طواف کعبۃ اللہ کی طرف بھی نہیں دیکھنا چاہئے۔

---

(۱) فتح القدیر: ۲/۴۹۴۔ (۲) غنیۃ المناسک: ۶۵۔

طواف وضوء کی حالت میں کرنا ضروری ہے، اگر طواف کے درمیان وضوٹوٹ جائے، تو وہاں سے طواف موقوف کردے، وضو کرکے آئے، پھر طواف مکمل کرے، بے وضو طواف کرنے کی صورت میں قربانی واجب ہوجائے گی۔

طواف کے سات چکر مکمل ہونے کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے، خواہ طواف فرض ہو یا واجب یا نفل، (۱) ان دو رکعتوں کا مقامِ ابراہیم کے قریب پڑھنا بہتر ہے؛ بشرطیکہ اس سے دوسروں کو مشقت نہ ہو، اگر طواف کرنے والوں کا ہجوم ہو اور یہاں پر نماز ادا کرنا لوگوں کے لئے دشواری کا باعث ہو تو اس سے اجتناب ہی بہتر ہے، مسجد حرام میں کہیں بھی طواف کی یہ دو رکعتیں ادا کی جاسکتی ہیں، ان دونوں رکعتوں میں آپ نے سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھی ہے۔(۲)

---

(۱) درمختار: ۲/۰۷۲، ط: کراچی۔ (۲) مسلم، حدیث نمبر: ۱۲۱۸، باب حجۃ النبیؐ۔

اگر نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد طواف کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آفتاب طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے طواف کی ان دو رکعتوں کا ادا کرنا مکروہ ہے، دیگر ائمہ اور بعض فقہاء احناف کے یہاں جائز ہے؛ اس لئے بہتر یہی ہے کہ نمازِ فجر کے بعد طلوع آفتاب کا اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب کا انتظار کر کے یہ دو رکعتیں ادا کرے، ہاں اگر اس وقت تک نہیں رُک سکتا، کوئی شدید عذر درپیش ہو تو اس وقت بھی اس نماز کے ادا کر لینے کی گنجائش ہے۔

نماز طواف ادا کرنے کے بعد سعی کے لئے جانے سے پہلے بہتر ہے کہ کعبۃ اللہ کی طرف آئے، ملتزم سے چمٹ کر دُعاء کرے، مگر یہ اس وقت ہے جب کہ آپ کے اس عمل کی وجہ سے خود آپ کو یا دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے، پھر خوب سیر ہو کر زم زم کا

پانی پیئے ،اس کے بعد سعی کے لئے آگے بڑھے،(ہندیہ:۱/۲۲۶) مستحب ہے کہ سعی کے لئے جانے سے پہلے ایک بار پھر حجر اسود کے سامنے آئے اور اس کا استلام کرے ، اگر طواف کے بعد سعی کرنی نہیں ہوتو نمازِ طواف کے بعد حجر اسود کے استلام کی ضرورت نہیں۔(ہندیہ:۱/۲۲۶)

سعی

نمازِ طواف کے بعد اب صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا ہے، حجر اسود کے مقابل ہی ''صفا'' واقعہ ہے، اب پہاڑی کے چند پتھر علامتی طور پر باقی رکھے گئے ہیں ، یہاں قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ہے :''اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ''(البقرۃ۱۵۸)اِس لئے اس موقع پر اسی آیت کا پڑھنا بہتر ہے۔

پھر اُونچائی پر چڑھ کر کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کرے، جس طرح دُعا میں ہاتھ اُٹھایا جاتا ہے، اس طرح ہاتھ اُٹھائے، تکبیر کہے، لا اِلٰہ الا اللہ پڑھے اور دُعاء کرے، پھر مروہ کی طرف چل پڑے، رسول اللہ ﷺ سے صفا پر اس طرح کہنا منقول ہے :

لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ۔ (مسلم، حدیث نمبر: ۱۲۱۸، باب حجۃ النبی ﷺ)

اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے پورے عالم کی فرمانروائی ہے اور وہی قابل تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں ، وہ تنہا ہے ، جس نے اپنے
وعدہ کو پورا فرمایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا
تمام لشکروں کو شکست دی۔

اگر اتنی طویل دُعا یاد نہ ہو تو کلمہ طیبہ پڑھے، اللہ اکبر کہے اور دُعا کر لے، یہی کافی ہے، صفا سے مروہ کی طرف اپنی معتدل رفتار سے چلتا رہے؛ البتہ ''میلین اخضرین'' کے درمیان مردوں کو تیز تیز چلنا چاہئے، آج کل اس پورے حصہ پر سبز روشنی لگی ہوئی ہے، پھر جب مروہ پر پہنچے تو بہتر ہے کہ کسی قدر بلند حصہ پر چڑھ کر تکبیر اور لا اِلٰہ الا اللہ پڑھتے اور دُعاء کرتے ہوئے قبلہ رُخ ہو اور اپنے ہاتھ کعبہ کی طرف اُٹھائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کلمات صفا پر کہے ہیں، وہی مروہ پر بھی آپ سے کہنا منقول ہے، (۱)

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۱۲۱۸، باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اس طرح اب سعی کا ایک چکر مکمل ہوگیا، اسی طرح سات چکر پورے کرنے ہیں، جو صفا سے شروع ہوگا اور مروہ پر ختم، صفا اور مروہ پر جو دُعاء اور ذکر مستحب ہے اگر اژدحام یا بھول کر یا کسی اور وجہ سے اس کا اہتمام نہ کیا جاسکے اور صرف گزر جائے تب بھی سعی مکمل ہوجائے گی، سعی کے درمیان جو اذکار یاد ہوں، پڑھتے رہیں اور جو دُعائیں چاہیں، کرتے رہیں، ویسے خاص طور پر سعی کے درمیان یہ دُعاء کرنا آپ سے منقول ہے :

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ ۔ (۱)

اے اللہ! معاف کردے اور رحم فرما، جن گناہوں سے آپ واقف ہیں، ان سے درگزر کر دیجئے کہ آپ غلبہ والے اور مہربان ہیں۔

(۱) تلخیص الحبیر: ۲/۲۵۱۔

اگر بلا عذر وھیل چیئر پر سعی کرے تو گنہگار بھی ہوگا اور دَم (قربانی) بھی واجب ہوگا، ہاں اگر دوبارہ پیدل سعی کر لے تو دَم واجب نہ ہوگا، (۱) البتہ عذر کی وجہ سے وھیل چیئر پر سعی کرنا جائز ہے۔

سعی کے درمیان بھی دنیوی گفتگو کرنا مکروہ ہے، سعی کے لئے پاکی کی حالت میں ہونا ضروری نہیں، اگر سعی کے درمیان جماعت شروع ہوجائے، تو سعی موقوف کر کے نماز ادا کرلیں، پھر وہیں سے سعی مکمل کرلیں۔(۲)

سعی مکمل ہونے کے بعد عمرہ پورا ہوگیا؛ البتہ بال کٹانے کے بعد ہی آپ احرام سے حلال ہوسکیں گے، اگر صرف عمرہ کرنا ہو تو بال مونڈانا بہتر ہے اور اگر حج بھی کرنا ہو اور حج کے ایام

(۱) بدائع الصنائع: ۲/۱۳۴۔ (۲) ہندیہ: ۱/۲۲۷۔

قریب ہوں تو عمرہ کے موقع سے بال چھوٹے کرالیں اور حج کے موقع سے مونڈالیں، بال پورے سر کا ترشوانا یا مونڈانا چاہئے، ویسے حنفیہ کے یہاں سر کے ایک چوتھائی حصہ کا بال کٹا لینا بھی کافی ہے، عورتیں اپنے بال جمع کر کے ایک انگل کے بقدر کٹالیں (''بال کٹانے کے ضروری مسائل'' کے عنوان کو پڑھ لیا جائے) سعی کے بعد بہتر ہے کہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر دوبارہ دو رکعت نماز ادا کرلیں، (ہندیہ:۱/۲۲۷) یہ نماز بطورِ شکرانہ کے ہے۔

جولوگ حج تمتع کر رہے ہیں، وہ ''عمرہ'' کے بعد اب مکہ میں بلا احرام قیام کر سکتے ہیں، ایام حج سے پہلے تک جس قدر ہو سکے، طواف کا اہتمام کریں اور نماز و تلاوت میں اپنا وقت گزاریں، زیادہ بہتر طواف کی کثرت ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ایک ہی عمرہ فرمایا ہے؛ تاہم اگر چاہیں تو درمیان میں

مزید عمرے بھی کر سکتے ہیں ، یہی علماء ہند کا فیصلہ ہے ، (۱) البتہ ۹/ذوالحجہ سے ۱۲/ذوالحجہ تک عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ اور نماز وتر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کو حج کے برابر قرار دیا ہے، رمضان میں احناف کو ایک اہم مسئلہ نمازِ وتر کا پیش آتا ہے، حنفیہ کے یہاں نماز وتر دو قعدہ اور ایک سلام کے ساتھ ہے، حنابلہ کے نزدیک یا تو دو سلام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے ، یعنی دو رکعت پر سلام پھیر کر پھر ایک رکعت ادا کرتے ہیں ، یا تین رکعت قعدہ اولیٰ کے بغیر ایک قعدہ اور ایک سلام سے پڑھی جاتی ہے ، سوال یہ ہے کہ احناف ایسی صورت میں کیا کریں ؟ تو فقہاء حنفیہ میں امام ابوبکر جصاص رازیؒ ،

(۱) اہم فقہی فیصلے: ۱۲۰۔

علامہ ابن ہمامؒ وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ اس امام کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؛ البتہ حنفی مقتدی دو رکعت پر سلام نہ پھیرے اور امام کے ساتھ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے، یہی ہندوستان کے علماء کا فیصلہ ہے۔(۱)

حرمین شریفین میں نماز عصر

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عصر کا وقت دیر سے شروع ہوتا ہے، دوسرے ائمہ اور احناف میں بھی امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک عصر کا وقت پہلے شروع ہوجاتا ہے، امام ابوحنیفہؒ سے ایک قول اسی کے مطابق منقول ہے اور اسی لحاظ سے حرمین شریفین میں عصر کی نماز ادا کی جاتی ہے؛ لہٰذا احناف کو بھی وہاں جماعت میں شریک ہونا چاہئے اور اس ثواب سے محروم نہ رہنا چاہئے۔

(۱) اہم فقہی فیصلے: ۱۲۲۔

مسجدِ حرام میں نماز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدِ حرام میں نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ مسجد حرام سے صرف وہ مسجد مراد ہے، جو کعبۃ اللہ کے چاروں طرف ہے یا پورا حرم مراد ہے؟ —— اس سلسلہ میں راجح یہ ہے کہ پورا حرم مراد ہے اور مکہ مکرمہ پورا کا پورا حرم میں ہے، یہی رائے حنفیہ، مالکیہ اور شوافع کی ہے، (۱) مشہور فقیہ عطاء بن ابی رباح نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ان کا قول نقل کیا ہے کہ پورے حرم شریف کا یہی حکم ہے اور پورا حرم مسجد ہے: ''...... **فان الحرم کله مسجد**'' (۲) اس لئے اگر زیادہ اژدحام ہو تو کبھی مسجد حرام میں چلے جائیں؛ کیوں کہ وہاں بڑی جماعت ملتی ہے اور کعبہ مشرفہ

---

(۱) الموسوعۃ الفقہیہ: ۷/۳/۱۲۳۹۔ (۲) مجمع الزوائد، باب الصلوٰۃ فی المسجد الحرام، حدیث نمبر: ۵۸۶۵، بحوالہ طبرانی۔

کا دیدار بھی ہوتا ہے، جب کہ کعبہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے،کبھی قریب کی مسجد میں نماز ادا کرلیں،اس میں بھی دشواری ہوتو رہائش گاہ کے پاس جماعت بنالیں، خاص کر ضعیف ومعذور حضرات یہیں ادا کرلیں، اس میں بھی انشاء اللہ وہی اجر حاصل ہوگا، آپ دوسرے حجاج کو زحمت سے بچانے کی نیت رکھیں گے تو اس کا بھی ثواب ہوگا، نیز یکسوئی اور توجہ کے ساتھ نماز ادا ہوسکے گی اور عبادت میں اس کی بڑی اہمیت ہے کہ جو عمل ہو، کامل توجہ اور یکسوئی کے ساتھ ہو، خاص کر خواتین کے حج سے قریبی دنوں میں مسجدِ حرام جا کر نماز ادا کرنے میں بعض اوقات ایسی باتیں شامل ہوجاتی ہیں، جو شرعاً حرام ہیں ؛ بلکہ ان کی نماز کا درست ہونا بھی مشکوک ہوجاتا ہے؛ اس لئے ان کو اپنی قیام گاہ پر نماز ادا کرلینا بہتر ہے اور انشاء اللہ اس میں بھی ان کو وہی اجر وثواب حاصل ہوگا۔

● ● ●

احکام حج

پہلا دن (۸/ذوالحجہ)

جن لوگوں نے حج افراد یا قران کا احرام باندھا ہو، وہ پہلے ہی سے حالت احرام میں ہوں گے، جو لوگ ''تمتع'' کا ارادہ رکھتے ہوں، ان کو آج احرام باندھ لینا ہے، احرام مکہ ہی سے باندھ لیں — جو لوگ سعی پہلے کرنا چاہتے ہوں، وہ آج طواف اور سعی کرلیں اور طواف میں رمل اور اضطباع کریں، اب طوافِ زیارت کے ساتھ ''سعی'' کی ضرورت نہیں رہے گی ''حج قران'' کرنے والوں کے لئے افضل طریقہ یہی ہے کہ حج سے پہلے ہی سعی کرلیں، افراد اور تمتع کرنے والوں کو حج کے بعد سعی کرنا

افضل ہے، آج کل حج کے بعد اژدحام بہت بڑھ جاتا ہے اور حج سے پہلے نسبتاً کم ہجوم ہوتا ہے، اس لئے خواتین اور ضعیف و بیمار لوگ شریعت کی اس آسانی سے فائدہ اُٹھائیں تو کوئی حرج نہیں۔

احرام کے بعد اب تین کام کرنے ہیں :

(١) نمازِ ظہر سے پہلے منیٰ پہنچا۔

(٢) ٨/ ذوالحجہ کو ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ٩/ ذوالحجہ کی فجر کی نمازیں منیٰ میں ادا کرنا — جو لوگ منیٰ کو نکلنے سے کم از پندرہ دنوں پہلے مکہ مکرمہ آگئے، وہ تو منیٰ عرفات وغیرہ میں ظہر، عصر اور عشاء چار رکعت ادا کریں گے اور جو لوگ اتنے دنوں پہلے نہیں آسکے تھے وہ دو رکعت؛ البتہ اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو چار رکعت پوری کریں گے۔(١)

(١) منحة الخالق على البحر: ٢/ ١٣٢۔

(۳) ۸/ذوالحجہ کا دن گزار کر جو شب آئے، وہ منیٰ میں گزارنا۔

منیٰ میں قیام کے درمیان تلبیہ، ذکر، استغفار، تلاوت قرآن اور دُعا کی کثرت کرنی چاہئے اور زیادہ مشقت نہ ہوتو مسجد خیف میں نماز ادا کرنے کی سعی کرنی چاہئے، منیٰ میں تین رات یعنی (۸، ۹، ۱۰ ذوالحجہ) اور (۱۱، ۱۲/ذوالحجہ) کی درمیانی شب میں قیام کرنا مسنون ہے؛ لیکن اگر کسی عذر کی وجہ سے منیٰ میں قیام نہیں کر سکے، مثلاً منیٰ کی جگہ تنگ پڑ جائے اور حدودِ منیٰ سے باہر قیام کی جگہ ملے تو کوئی کراہت نہیں ؛ کیوں کہ عذر کی بناء پر منیٰ میں قیام کو ترک کیا جاسکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چرواہوں اور زمزم کے کنویں سے پانی پلانے والوں کو اجازت دی تھی کہ وہ منیٰ میں قیام نہ کریں، بلاعذر منیٰ کے قیام کو ترک کر دینا البتہ مکروہ ہے۔

دوسرا دن (۹/ذوالحجہ)

یہ حج کا اصل دن ہے، آج دن میں تین کام کرنے کے ہیں :

(۱) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کے لئے نکلنا۔

(۲) زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔

(۳) اگر مسجد نمرہ میں جماعت سے نماز ادا کرنے کا موقع ملے تو ظہر وعصر کو ایک ساتھ ادا کرنا۔

وقوفِ عرفہ کے ضروری مسائل

اس دن کے لئے خاص خاص ہدایات ومسائل یہ ہیں :

- منیٰ سے عرفات آتے ہوئے تلبیہ اور ذکر کی کثرت رکھے۔

○ میدانِ عرفات جہاں سے شروع ہوتا ہے، آج کل بہت بڑے بورڈوں پر اس کی صراحت موجود ہے، اس کے اندر ہی وقوف کرنا چاہئے، ۹ر ذوالحجہ کو زوال سے ۱۰ر ذوالحجہ کی طلوع صبح سے پہلے تک ایک لمحہ کے لئے بھی عرفات میں قیام یا گزر ہوگیا تو وقوفِ عرفہ کا فرض ادا ہوجائے گا، بہتر ہے کہ زوال ہی سے عرفہ میں رہے اور غروبِ آفتاب کے بعد ہی عرفہ سے نکلے، غروب سے پہلے نکلنا درست نہیں۔

○ میدانِ عرفات میں یوں تو کہیں بھی قیام کرسکتا ہے؛ مگر ''جبل رحمت'' کے قریب وقوف کرنا افضل ہے؛ بشرطیکہ سہولت ہو، خود مشقت اُٹھاکر یا دوسروں کو مشقت میں ڈال کر اس کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، میدانِ عرفات سے متصل ''بطنِ عرنہ'' ہے، اس میں وقوف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لئے

یہاں وقوف نہ کرنا چاہئے، آج کل بورڈ پر نمایاں تحریروں کے ذریعہ اس مقام کو مشخص کردیا گیا ہے۔

○ بہتر ہے کہ وقوفِ عرفہ میں اپنی استطاعت کے بقدر دھوپ میں کھڑا ہوکر وقت گزارے، ویسے سایہ میں اور بیٹھ کر وقوف کرنے میں بھی قباحت نہیں۔

○ یہ دن دُعاؤں کے اہتمام اوران کی قبولیت کا ہے؛ اس لئے اللہ کے سامنے خوب گڑگڑائے، روئے، رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرے، اپنی آخرت کے لئے، دنیا کے لئے، دوسرے اعزہ، رشتہ داروں اور اہل حقوق کے لئے، مسلمانانِ عالم اور عالم اسلام کے لئے خوب خوب دُعائیں کرے۔

○ موقع میسر ہو تو زوال سے پہلے غسل کرنا بھی بہتر ہے کہ اس سے طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے؛ بشرطیکہ اتنا پانی موجود

ہو کہ آپ کے غسل کرنے کی وجہ سے دوسروں کو مشقت نہ ہو، عورتیں اگر حیض کی حالت میں ہیں تو بھی غسل کرلیں ؛ البتہ یہ نظافت اور صفائی ستھرائی کے لئے ہے، اس غسل سے وہ پاک نہیں ہوجائیں گی۔

○ مسجدِ نمرہ میں نماز ادا کرنے کی کوشش کی جائے ؛ بشرطیکہ اس کی وجہ سے اتنی مشقت نہ ہوجائے کہ اس کے بعد ذکر اور دُعا کرنے سے محروم ہوجائے۔

○ عرفات میں ظہر وعصر کی نماز جمع کرکے ادا کی جائے گی ؛ بشرطیکہ جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو، اگر جماعت میں شریک نہ ہوسکے، اپنے خیموں میں ادا کرے تو حنفیہ کے نزدیک دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ادا کی جائیں گی۔

○ وقوفِ عرفہ میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا یا دُعائیں کرنا مکروہ ہے اور ان کے لئے اپنے

خیموں میں ہی قیام بہتر ہے۔

○ عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ دُعائیں منقول ہیں :

لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْر۔ (١)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، نہ اس کا کوئی شریک ہے، اسی کے لئے ملک بھی ہے اور تمام تعریفیں بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو یومِ عرفہ کی بہترین دُعا قرار دیا ہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْراً وَفِیْ سَمْعِیْ

(١) ترمذی، حدیث نمبر: ٣٥٨٥، باب دعاء یوم عرفۃ، کتاب الدعوات۔

نُوْراً وَفِیْ بَصَرِیْ نُوراً ، اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِالْقَبْرِ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَحْصِبُ بِهِ الرِّیْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ۔ (۱)

اے اللہ ! میرے دل ، کان اور آنکھ کو نور سے معمور فرمادے، خداوندا! میرا شرح صدر فرمادے، میرے لئے میرے معاملہ کوآسانی فرما، میں دل کے وسوسوں ، کاموں کی پراگندگی اورقبر کی آزمائش سے آپ کی پناہ کا خواستگار

(۱) تلخیص الحبیر: ۲/ ۲۵۴، حصن حصین: ۱۸۳۔

ہوں، اِلٰہا! میں دن میں آنے والے شر، ہوا
کے ساتھ چلنے والے شر اور زمانہ کی ہلاکتوں
کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

عرفات کی شام آپ ﷺ سے بہ کثرت یہ دُعاء کرنا
منقول ہے :

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَالَّذِی تَقُوْلُ
وَخَیْراً مِمَّا نَقُوْلُ ، اَللّٰھُمَّ لَکَ صَلٰوتِیْ
وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ وَإِلَیْکَ مَاٰبِی
وَلَکَ رَبِّ تُرَاثِیْ ، اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ اَعُوْذُ
بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَۃِ الصَّدْرِ
وَشَتَاتِ الْاَمْرِ ۔ (غنیۃ السالک:۱۸۳)

اے اللہ! آپ کے لئے وہ سب تعریف جو خود
آپ نے فرمائی ہے، اس سے بہتر جو ہم کہہ

سکیں، خداوندا! میری نماز، حج وقربانی، زندگی
اور موت آپ ہی کے لئے ہے، آپ ہی میری
پناہ گاہ ہیں اور آپ ہی کے لئے مرے بعد
باقی رہ جانے والے ہیں، اِلٰہا! میں عذابِ قبر،
وسوسۂ قلب اور معاملات کی پراگندگی سے آپ
کی پناہ میں آتا ہوں۔

یہ چند دُعائیں تو خصوصیت سے اس موقع کے لئے منقول ہیں، ان کے علاوہ پورے دن اپنی ضروریات و حالات کے مطابق دُعا کرتے رہیں، (آسانی کے لئے کتاب کے آخر میں چند جامع دُعائیں اُردو ترجمہ کے ساتھ درج ہیں، ان کو بھی پڑھا جاسکتا ہے) عربی الفاظ یاد نہ ہوسکیں یا نہ پڑھ پائیں تو اُردو ترجمہ پڑھ لینا یا زبانی اس کا خلاصہ خدا کے حضور پیش کردینا کافی ہے۔

۹/ذوالحجہ کا دن گزار کر شب کے اعمال

۹/ذوالحجہ کو آفتاب غروب ہونے کے بعد چار کام کرنے ہیں :

(۱) آفتاب ڈوبنے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لئے نکلنا۔

(۲) پوری شب بلکہ ۱۰/ذوالحجہ کو طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک کے اوقات کا مزدلفہ میں گزارنا۔

(۳) مزدلفہ میں آکر ہی مغرب وعشاء کی نماز ادا کرنا اور عشاء کے وقت مغرب وعشاء کو جمع کرنا۔

(۴) مزدلفہ میں تینوں دنوں کی رمی کے لئے ۴۹ عدد کنکریاں چن لینا۔

وقوفِ مزدلفہ کے ضروری مسائل

○ بہتر ہے کہ نہ آفتاب ڈوبنے سے پہلے عرفات سے چلے، نہ آفتاب ڈوبنے کے بعد عرفات سے نکلنے میں تاخیر کرے۔

○ مُزْدَلِفَہ میں ''جبل قزح'' کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔

○ مزدلفہ کے راستہ میں نماز ادا نہ کرے، مزدلفہ پہنچے کے بعد عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء کو اس طرح جمع کرے کہ دونوں کے لئے ایک ہی اذاں دے، ایک ہی اقامت کہے اور دونوں نمازوں کے درمیان کوئی سنت یا نفل بھی نہ پڑھے، مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کرنے کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، انفراداً نماز پڑھے، جب بھی دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں گی۔

اگر مزدلفہ پہنچنے میں اتنی دیر لگ جائے کہ فجر کا وقت شروع ہوجانے کا اندیشہ ہوتو راستہ میں ہی مغرب وعشاء ادا کر لی جائے۔

○ اس رات جاگنا، ذکر کرنا، تلاوت، تلبیہ، دُعاء اور نوافل کا اہتمام کرنا مسنون ہے۔

○ حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، ان اوقات میں ایک لمحہ کے لئے بھی مزدلفہ میں وقوف کرلیا، یا مزدلفہ کے علاقہ سے گزر گیا تو ''وقوفِ مزدلفہ'' کا وجوب ادا ہوجاتا ہے۔

○ ۱۰؍ذوالحجہ کو اول وقت میں نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنی چاہئے اور آفتاب نکلنے سے پہلے تک یہ سلسلہ قائم رکھنا چاہئے — آج کل بعض لوگ جلدی کرتے ہیں، بغیر کسی عذر کے نصف شب کو یا فجر سے پہلے ہی نکل جاتے ہیں، بعض حضرات نمازِ فجر قبل از وقت ادا کر کے نکل جاتے ہیں، ان صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک ''وقوفِ مزدلفہ'' کا ''واجب'' ادا نہیں ہوتا اور ''دم'' واجب ہوتا ہے؛ البتہ عورتوں، مریضوں، معذوروں، بہت ضعیف لوگوں اور ان سبھوں کے ساتھ ان کی مدد کرنے والوں کے لئے گنجائش ہے کہ وہ نصف شب کے بعد

مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجائیں ، (۱) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُم المومنین حضرت سوداءؓ کو نصف شب کے بعد مزدلفہ سے نکلنے کی اجازت دے دی تھی ، (۲) اسی طرح حضرت عباسؓ کو مکہ میں پانی پلانے کے نظم کے لئے اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی ، (۳) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے بھی اسی طرح کا عمل منقول ہے۔

تیسرا دن (۱۰؍ذوالحجہ)

۱۰؍ذوالحجہ کو آپ کو چھ کام کرنے ہیں :

(۱) صبح طلوع ہونے سے اچھی طرح روشنی پھیل جانے تک مزدلفہ میں ٹھہرنا اور دُعاء میں مشغول رہنا۔

---

(۱) ردالمحتار: ۵۲۹/۳۔ (۲) بخاری، حدیث نمبر: ۱۵۹۶۔

(۳) بخاری، حدیث نمبر: ۱۵۹۴۷۔

(۲) طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوجانا — دو رکعت کے بقدر طلوع آفتاب سے پہلے نکل جائے۔(فتح القدیر:۲/ ۴۸۴)

(۳) منیٰ میں آخری جمرہ (جس کو بڑا شیطان کہتے ہیں) پر سات کنکریاں مارنا۔

(۴) کنکری مارنے کے بعد قربانی کرنا۔

(۵) قربانی کرنے کے بعد مال منڈانا۔

(۶) مکہ جاکر طواف زیارت کرنا۔

رمیِ جمرات کے ضروری احکام

○ کنکری چنے کے دانے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر ہونی چاہئے، بڑے ڈھیلے پھینکے جائیں تو اگرچہ رمی ہوجاتی ہے؛ لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔(بحر:۲/ ۳۴۳)

○ کنکری مٹی، پتھر وغیرہ کی ہو یعنی زمین کی جنس سے ہو،(۱) جوتے چپل کا پھنکنا کافی نہیں اور چوں کہ اس سے دوسروں کو اذیت پہنچ سکتی ہے؛ اس لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

○ آج کل جمرہ کے چاروں طرف حصار بنا ہوا ہے، کنکری اس حصار کے اندر گرنی چاہئے، اگر اس سے پہلے ہی گر جائے، یا کسی آدمی کو لگ جائے، یا ستون کو لگ کر حصار کے باہر واپس آجائے تو کافی نہیں ہوگا۔

○ کنکری مارنے والے اور کنکری مارنے کی جگہ کے درمیان بہتر ہے کہ پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔(۲)

○ کنکری اگر احاطہ کے اندر صرف ڈال دی جائے تو رمی نہ ہوگی، پھینکنے کی کیفیت پائی جانی ضروری ہے۔(۳)

(۱) عنایہ مع الفتح: ۴۸۶/۲۔ (۲) بحر: ۳۴۳/۲۔
(۳) بحر: ۳۴۳/۲۔

○ رمی کے لئے کنکری کو کسی خاص طرح پکڑنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں ہے، ہجوم میں یہ طریقہ آسان ہے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کر پھینکے، اسی پر عمل کرنا چاہئے۔(۱)

○ مسنون ہے کہ رمی سیدھے ہاتھ سے کی جائے۔(۲)

○ ہر کنکری پھینکتے ہوئے ''اللہ اکبر'' کہنا چاہئے کہ مختلف صحابہ سے اس موقع پر یہی کہنا منقول ہے۔(ہدایہ مع الفتح: ۲/۴۸۶)

○ ہاں اگر ''اللہ اکبر'' کی جگہ ''سبحان اللہ'' یا ''لا الٰہ الا اللہ'' بھی پڑھ دے تو کافی ہے۔(۳)

○ جوں ہی رمی شروع کرے، اب تک جو تلبیہ پڑھتا آیا تھا، وہ بند کردے۔

(۱) فتح القدیر: ۲/۴۸۷۔ (۲) فتح: ۲/۴۸۷۔
(۳) فتح القدیر: ۲/۴۸۶۔

○ ۱۰ر ذوالحجہ کو رمی کے بعد وہاں ٹھہر کر دُعا نہ کرنی چاہئے؛ کیوں کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہاں پر دُعا کرنا ثابت نہیں ہے۔

○ ۱۰ر ذوالحجہ کو صرف اسی آخری جمرہ کی رمی ہے، باقی اور جمرات کی رمی نہیں ہے۔

رمی جمرات کے اوقات

○ آج کل رمی میں بہت اژدحام ہوجاتا ہے، جانیں بھی جاتی ہیں؛ کیوں کہ لوگ ایک ہی وقت میں اُمڈ آتے ہیں؛ اس لئے مناسب ہے کہ حجاج ۱۰ر ذوالحجہ کی رمی کی بابت اوقات اپنے ذہن میں رکھیں اور ایسے وقت کا انتخاب کریں، جب اژدحام کم ہو۔

رمی جمرات کے وقت کی تفصیل یہ ہے :

○ فجر کا وقت شروع ہونے سے طلوع آفتاب تک رمی کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

○ طلوع آفتاب تا زوال آفتاب (۱۰؍ذوالحجہ) رمی کا مسنون وقت ہے۔

○ بعد زوال تا غروبِ آفتاب بلا کراہت جائز ہے۔

○ غروبِ آفتاب تا طلوع صبح (۱۱؍ذوالحجہ) کراہت کے ساتھ جائز ہے۔

○ طلوع صبح سے آفتاب نکلنے تک اور آفتاب ڈوبنے کے بعد دوسرے دن کی فجر تک رمی کرنے میں بھی اس وقت کراہت ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو، (۱) آج کل جو اژدحام ہوتا ہے وہ خود ایک عذر ہے، لہٰذا اس کی وجہ سے ان اوقات میں رمی کرنی مکروہ نہیں ہے، عورتوں کے حق میں فقہاء نے اژدحام کے عذر ہونے کا صراحتاً ذکر کیا ہے، (۲) لہٰذا ۱۰؍ذوالحجہ کو طلوع صبح سے ۱۱؍ذوالحجہ کی طلوع صبح تک کسی بھی وقت رمی کر لینی چاہئے۔

(۱) فتح القدیر: ۲؍۵۰۱۔ (۲) فتح القدیر: ۲؍۴۸۳۔

○ اگر ۱۰/ذوالحجہ کی رمی ۱۱/ذوالحجہ کی صبح ہونے تک بھی نہ کر پایا تو اب گیارہ کو آخری جمرہ پر ۱۰/ذوالحجہ کی سات کنکریاں بھی مارے اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی دے، یعنی ایک بکری کی قربانی دے۔(۱)

○ جو لوگ ۱۰/ذوالحجہ کو طلوع آفتاب سے زوال تک اژدحام کی وجہ سے رمی نہ کر سکیں اور زوال کے بعد یا غروب آفتاب کے بعد رمی کرنے پر قادر ہوں، اس کے لئے کسی کو نائب بنا کر رمی کرنا جائز نہیں، وہ ۱۱/ذوالحجہ کی صبح سے پہلے تک خود رمی کریں۔

○ اگر کوئی شخص خود رمی کرنے سے عاجز ہو، جیسے بہت بیمار، معذور، یا سن رسیدہ وضعیف ہو، یا کسی وجہ سے رمی کرنا اس کے لئے سخت دشوار ہو تو ایسے شخص کی طرف سے نیابتاً دوسرا آدمی رمی کر سکتا ہے :

(۱) ہدایہ مع الفتح: ۲/۵۰۰۔

سواء رمی بنفسه او لغيره عند عجزه عن الرمی بنفسه۔ (١)

رمی سے عاجز ہونے کی دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ ہاتھ سے کنکری پھینکنے کی بھی طاقت نہیں ہو، دوسرے یہ کہ کنکری پھینک سکتا ہو؛لیکن جمرات تک پیدل نہ جاسکتا ہواور سواری میسر نہ ہو، (٢) آج کل صورتِ حال یہی ہے، اژدحام کی وجہ سے سواری یا وہیل چیئر کو جمرات تک لے جانے کی ممانعت ہے اور خیموں سے جمرات کا فاصلہ بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے جو لوگ واقعی اتنا نہیں چل سکتے، وہ دوسرے کو نائب بنا سکتے ہیں؛ لیکن صرف سستی اور آسانی کے لئے ایسا کرنا درست نہیں۔

(١) بدائع الصنائع: ٢/ ١٣٧۔

(٢) المدونۃ الکبریٰ: ١/ ٣٢٦۔

قربانی کے ضروری احکام

○ حج قران اور حج تمتع کرنے والوں پر قربانی واجب ہے اور حج افراد کرنے والوں کے لئے مستحب ہے۔

○ قربانی بکرے یا دنبہ کی بھی کی جاسکتی ہے اور گائے، اونٹ وغیرہ میں بقرعید کی قربانی کی طرح حصہ بھی لیا جاسکتا ہے۔(۱)

○ حج اور دَم کی قربانی حدودِ حرم ہی میں کی جانی ضروری ہے، منیٰ میں اس کے لئے قربان گاہ بنی ہوئی ہے، مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ میں بھی قربانی کا نظم ہے، وہاں بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

○ اگر کسی شخص نے حج قران یا تمتع کیا؛ لیکن اتنی استطاعت نہیں کہ قربانی کر سکے تو اس کو ۹/ ذوالحجہ تک تین روزے رکھ لینے چاہئیں، بہتر ہے کہ یہ روزے ۷، ۸، ۹ کو رکھے جائیں،

(۱) بحر: ۲/۳۵۹۔

تاہم شوال شروع ہونے اور احرام باندھ لینے کے بعد ۹؍ذوالحجہ تک کبھی بھی تین روزے رکھ لے کافی ہے، یہ تین روزے تو حج سے پہلے کے ہیں، اس کے علاوہ سات روزے ۱۳؍ذوالحجہ کے بعد رکھنے ہیں، چاہے حرم میں رکھ لے یا گھر واپس آنے کے بعد، وقت اور مقام کی کوئی قید نہیں۔ (ہدایہ مع الفتح: ۲؍۵۳۰)

○ اگر روزے نہ رکھ پایا کہ ۱۰؍ذوالحجہ کی تاریخ آ گئی تو اب قربانی ہی ضروری ہے، روزے رکھنا کافی نہیں۔

○ حج کی یہ قربانی ۱۰؍سے ۱۲ ذوالحجہ تک کی جاسکتی ہے؛ البتہ دم والی قربانی کبھی بھی دی جاسکتی ہے۔

○ آج کل ''شرکۃ الراجحی'' کی طرف سے قربانی کا نظم کیا گیا ہے، اس کے لئے ٹوکن فروخت کر دیا جاتا ہے اور اس کی طرف سے یہ ادارہ قربانی کر دیتا ہے اور قربانی کا وقت مقرر کر دیتا ہے،

اس سے فائدہ اُٹھانے کی گنجائش ہے؛ البتہ ادارہ یہ سہولت دیتا ہے کہ اگر دس آدمیوں کا گروپ ہوتو وہ ایک شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر بھیجیں اور وہ خود جا کر سبھوں کی طرف سے قربانی کردے، یا یہ صورت اختیار کرنی بہتر ہے، بہت سے لوگ شخصی طور پر حجاج سے پیسے لیتے ہیں اور قربانی کرانے کا وعدہ کرتے ہیں، ان پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے اور خوب تحقیق کے بعد ہی ان کو پیسے دینے چاہئیں۔

○ بقرعید کی قربانی مسافر پر واجب نہیں ہوتی، مقیم پر واجب ہوتی ہے اور جو شخص ایک جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرلے، وہ مقیم شمار کیا جاتا ہے؛ لہٰذا اگر منیٰ کی روانگی سے پندرہ دنوں پہلے مکہ آ گیا تھا اور وہیں مقیم تھا تو اس پر بقرعید کی قربانی بھی واجب ہوگی، خواہ وہیں دے یا اپنے ملک میں، اور اگر

منیٰ کی روانگی سے پہلے ۱۵؍دنوں سے کم کا قیام رہا، تو بقرعید کی قربانی واجب نہیں ہوگی؛ کیوں کہ وہ مسافر ہے۔(۱)

بال کٹانے کے ضروری مسائل

○ تمتع اور قران کرنے والوں کو قربانی کے بعد اور افراد کرنے والوں کو ۱۰؍ذوالحجہ کی رمی کے بعد ہی بال کٹانا بہتر ہے؛ لیکن مزید بہتر ہے کہ ۱۲؍ذوالحجہ کی شام تک احرام کی حالت کو قائم رکھے۔(۲)

○ سر کو یا تو مکمل مونڈانا چاہئے یا پورے سر سے اُنگلی کے پور کے بقدر کٹانا چاہئے، مونڈانے کی فضیلت زیادہ ہے، مونڈوانے والوں کو آپ نے تین بار دُعا دی ہے اور بال ترشوانے والوں کو ایک بار۔

---

(۱) فتاویٰ تاتارخانیہ: ۲/۴۶۵۔ (۲) بحر: ۲/۳۴۶۔

○ احناف کے یہاں سر کے ایک چوتھائی حصہ کے بال کا مونڈانا یا تراشوانا کافی ہے؛ لیکن سنت کے خلاف ہے، سنت پورے سر کے بال مونڈانا یا تراشوانا ہے، (۱) اور اسی میں احتیاط ہے؛ کیوں کہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک پورے سر کا بال کٹانا واجب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں اس سے کم بال مونڈانے یا کٹانے کا کوئی ثبوت موجود نہیں؛ اس لئے زینت کے جذبہ کے تحت پورا سر نہ مونڈوانا ہرگز مناسب نہیں، ایک مسلمان کو حج وعمرہ کی سعادت حاصل ہو اور وہ اپنی خواہش کی اتنی بھی قربانی نہ دے سکے، یہ افسوسناک ہے۔

○ کسی کے سر میں بال نہ ہوں تو یوں ہی سر پر اُسترا پھیر لینا چاہئے۔(۲)

---

(۱) ہدایہ مع الفتح: ۲/۴۹۰۔ (۲) عنایہ علی الہدایہ: ۲/۴۹۰۔

○ مستحب ہے کہ سر مونڈانے کے بعد ناخن اور مونچھ کی بھی اصلاح کرلے۔ (بحر: ۳۴۶/۲)

○ عورتیں اپنے چوٹی کے کنارے سے ایک انگلی کے بقدر بال کاٹ لیں۔

○ رمی اور قربانی کے بعد مُحرِم اپنا بال خود بھی کاٹ سکتا ہے، (بحر: ۳۴۶/۲) دوسرے محرم — جو ان افعال کو پورے کر چکے ہوں — کے بال بھی کاٹ سکتا ہے، عورتوں کو خاص طور پر یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے کہ رمی وقربانی کے بعد خود بال کاٹ لیں یا شوہر یا مُحرِم رشتہ دار سے کٹوائیں، غیر محرم لڑکے جو قینچی لئے کھڑے رہتے ہیں، ان سے بال کٹانا جائز نہیں۔

○ بال کٹانے کے بعد احرام ختم ہوجاتا ہے، اب سلے ہوئے کپڑے اور خوشبو وغیرہ کا استعمال جائز ہے، صرف بیوی اب بھی حرام ہے۔

طوافِ زیارت

○ ۱۰؍ذوالحجہ کا ایک اہم عمل طوافِ زیارت ہے، یہ فرض ہے، یہ طواف ۱۰؍ذوالحجہ کی طلوعِ صبح سے ۱۲؍ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے تک کر سکتے ہیں؛ البتہ اگر دشواری نہ ہو تو افضل ۱۰؍ذوالحجہ کو طواف کرنا ہے۔(۱)

○ اگر ۱۲؍ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب تک بھی طواف نہ کر پایا، تو اس کے بعد بھی کر سکتا ہے؛ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا اور اس کا یہ فعل مکروہ بھی ہوگا،(۲) البتہ امام ابوحنیفہؒ کے دونوں ممتاز شاگرد امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ نیز امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا —— اس لئے حجاج کو چاہئے کہ ۱۲؍ذوالحجہ کی شام تک طواف کر لیں۔

(۱) بحر: ۲/ ۳۴۷۔ (۲) ہدایہ: ۲/ ۴۹۷۔

○ طوافِ زیارت میں بھی سات طواف کرنا ہے، اگر احرام کے لباس میں ہوتو اضطباع کرے گا، یعنی دائیں مونڈھے کو کھلا رکھتے ہوئے اس کے نیچے سے چادر نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر رکھے گا، ابتدائی تین چکر میں رمل کرنا ہے، طواف کے بعد دو رکعت نماز ادا کرنی ہے، پھر سات دفعہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنی ہے جو صفا سے شروع ہوگی اور مروہ پر ختم۔

○ حجِ اِفراد یا حجِ قران کرنے والے حاجی نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی کرلی تھی، یا حجِ تمتع کرنے والے حاجی نے حج کا احرام باندھنے کے بعد کوئی نفل طواف کرکے اس کے ساتھ سعی کرلی، تو اب طوافِ زیارت کے ساتھ سعی واجب نہیں اور نہ طواف میں ''رمل'' اور ''اضطباع'' کرے گا۔(۱)

(۱) ہدایہ مع الفتح: ۲/ ۴۹۴۔

○ آج کل چوں کہ اژدحام بہت بڑھ جاتا ہے، اس لئے حج تمتع کرنے والے حجاج ۷ یا ۸ ؍ذوالحجہ کو احرام باندھ کر نفلی طواف کر کے اس کے ساتھ سعی کرلیں تو آسانی ہوگی۔

○ ''طوافِ زیارت'' رمی، قربانی یا بال کٹانے سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے، ان تینوں کاموں کے پورے ہونے کے بعد ہی طواف کرنا ضروری نہیں۔(۱)

○ طوافِ زیارت کا طریقہ وہی ہے، جو طواف کی دوسری صورتوں کا ہے۔

○ طوافِ زیارت کے بعد شوہر کے لئے بیوی بھی حلال ہوجاتی ہے۔

○ طوافِ زیارت حج کا نہایت اہم رکن ہے، اگر کوئی شخص طواف کئے بغیر گھر چلا گیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس

(۱) بحر: ۲؍۳۴۷۔

وقت تک اس پر اس کی بیوی حرام رہے گی، جب تک کہ دوبارہ حرم شریف آکر طواف نہ کرلے اور تاخیر کی وجہ سے دَم الگ واجب ہوگا۔

○ خواتین اگر دسویں تاریخ کو ماہواری کی حالت میں تھیں اور بارہویں یا اس کے بعد بھی ماہواری آتی رہی تو ان کے لئے خصوصی رعایت ہے کہ جب پاک ہوں، طوافِ زیارت کرلیں، اگر دسویں تاریخ کو اتنا مناسب وقت مل گیا کہ اس میں وہ طواف کرسکتی تھیں، مگر بلا عذر نہ کیا اور ماہواری شروع ہوگئی، یا بارہویں تاریخ کو ماہواری بند ہوگئی اور طواف کے لئے مناسب وقت موجود تھا، مگر بلا عذر طواف نہ کیا اور بارہ تاریخ گزر گئی تو پاک ہونے کے بعد طواف بھی کرنا ہوگا اور بلا عذر تاخیر کرنے کی وجہ سے دَم بھی واجب ہوگا، (بحر: ۳۴۸/۲) اس سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ''خواتین سے متعلق احکام''۔

○ اگر کسی شخص نے طوافِ زیارت نہیں کیا ؛ لیکن ''طوافِ وداع'' کرلیا تو یہی طوافِ زیارت بن جائے گا ؛ البتہ طواف وداع نہ کرنے پر دَم واجب ہوگا۔(۱)

قابل توجہ بات

احناف کے یہاں ۱۰؍ ذوالحجہ کے افعال رمی، قربانی اور بال کٹانے میں واجب ہے کہ ان کو اسی ترتیب سے انجام دیا جائے، اگر ان میں سے بعد کے کام کو پہلے کرلیا جائے، مثلاً رمی سے پہلے قربانی کرلی، یا قربانی سے پہلے بال کٹالیا، تو دَم واجب ہوجاتا ہے؛ لیکن آج کل اژدحام اور قربان گاہ کی دوری کی وجہ سے علماء ہند کی رائے ہے کہ اگر مشقت ہو تو ترتیب کی رعایت ضروری نہیں ہے، جیسا کہ دوسرے فقہاء، اور حنفیہ میں امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کا

(۱) درمختار: ۲/ ۲۰۶۔

مسلک ہے،اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیااورادارۃ المباحث الفقھیہ نے علماء کے اجتماع میں بہ اتفاق رائے یہی فیصلہ کیا ہے،(۱) پھر بھی اگر ترتیب کی رعایت ہوتو بہتر ہے؛ البتہ اس پر اتفاق ہے کہ ''طوافِ زیارت'' میں ترتیب نہیں، وہ ان تینوں کاموں سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے،اس کے بعد بھی اور درمیان میں بھی؛البتہ رمی سے پہلے اور قران وتمتع کرنے والے کے لئے قربانی سے پہلے طوافِ زیارت مکروہ ہے۔(۲)

چوتھا دن (۱۱رذوالحجہ)

۱۱رذوالحجہ کومنیٰ میں دُعااورذکرکا اہتمام کرنا چاہئے،شب منیٰ میں گزارنی چاہئے کہ یہ سنت ہے، اس دن کا خصوصی عمل تینوں جمرات پر رمی کرنی ہے،ترتیب یہ ہوگی کہ پہلے جمرۂ اولیٰ پر،

(۱) اہم فقہی فیصلے:۱۲۰۔ (۲) درمختار:۲/۲۰۸۔

پھر درمیانی جمرہ پر اور آخر میں آخری جمرہ پر رمی کی جائے ، منیٰ سے مکہ کی طرف آتے ہوئے پہلے جو جمرہ ملتا ہے، وہ ''اولیٰ'' ہے، اس کے بعد ''وسطےٰ'' ہے اور مکہ کی طرف سے پہلا جمرہ ''جمرۂ عقبہ'' ہے، آج کل ان جمرات پر بہت نمایاں بورڈ لگے ہوئے ہیں ، ہر جمرہ پر سات کنکریاں اسی طرح سے پھینکنی ہیں، جس طرح سے کہ کل آخری جمرہ پر پھینکی گئی تھیں ؛ البتہ آج پہلے اور درمیانی جمرہ پر رمی کے بعد کنارے ہوکر تھوڑی دیر دُعاء کرنی ہے، آخری جمرہ (جمرہ عقبہ) پر رمی کے بعد دُعا نہیں کرنی ہے۔

آج رمی کے اوقات اس طرح ہیں :

○ طلوعِ صبح تا زوالِ آفتاب: امام ابوحنیفہؒ کے ایک قول کے مطابق اس وقت ۱۱، ۱۲؍ذوالحجہ کو بھی رمی کی جاسکتی ہے؛ البتہ بلاعذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔(۱)

---

(۱) فتح القدیر: ۲؍۴۹۹۔

○ زوال تا غروبِ آفتاب: اس وقت رمی کرنا افضل ہے۔
○ غروب آفتاب تا طلوع صبح ۱۲ ذوالحجہ: اس وقت عذر ہو تو رمی بلا کراہت جائز ہے، بلا عذر اس وقت رمی کرنا مکروہ ہے۔
○ اگر آج رمی نہ کر پایا تو بارہ کو گیارہ کی بھی رمی کرے گا اور تاخیر کی وجہ سے دَم دے گا۔

پانچواں اور چھٹا دن (۱۲، ۱۳/ ذوالحجہ)

۱۲/ ذوالحجہ کو بھی رمی وغیرہ کے احکام اور اوقات وہی ہیں، جو ۱۱/ ذوالحجہ کے ہیں؛ البتہ اگر ۱۳/ ذوالحجہ کے قیام کا ارادہ نہ ہو تو بہتر ہے کہ آج رمی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے ہی حدودِ منیٰ سے باہر نکل جائے، اگر ۱۳/ ذوالحجہ کی صبح منیٰ میں طلوع ہوگئی تو ۱۳/ ذوالحجہ کو بھی رمی کرنی واجب ہوگئی اور رمی کئے بغیر نکل جائے تو دَم دینا ہوگا، یہ امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر ہے، دوسرے فقہاء کے

نزدیک منیٰ میں آفتاب غروب ہوگیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اور ۱۳؍ذوالحجہ کی رمی واجب ہے؛ اس لئے جولوگ تیرہ کو رمی کے لئے رُکنا نہیں چاہتے ہوں وہ بارہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے ہی نکل جائیں، ان کے لئے ۱۳؍ذوالحجہ کو منیٰ میں رُکنا ضروری نہیں، رُک کر رمی کرلے تو زیادہ بہتر ہے اور ثواب ہے، حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص تیرہ کو رُک گیا تو اس دن زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی کرسکتا ہے۔

طوافِ وداع

''وداع'' کے معنی رخصت ہونے کے ہیں، گویا یہ طواف، بیت اللہ شریف سے فراق اور رخصتی کا ہے، جولوگ حدودِ میقات سے باہر کے رہنے والے ہوں ان کے لئے حج کے بعد ''طوافِ وداع'' واجب ہے، اس کو ''طوافِ صدر'' بھی کہتے ہیں، عمرہ کرنے والے پر یہ طواف نہیں ہے۔ (فتح القدیر: ۲/ ۵۰۴)

طوافِ وداع کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، تکمیل حج کے بعد کبھی بھی کیا جاسکتا ہے، بہتر ہے کہ مکہ سے رخصت ہوتے ہوئے آخر میں طوافِ وداع کرے، اس طواف میں سعی نہیں، کعبۃ اللہ کے ساتھ چکر لگائے، اس کے بعد طواف کی دو رکعتیں پڑھ لے، پھر سیر ہو کر زم زم پئے، حجر اسود اور کعبۃ اللہ کے دروازہ کا درمیانی حصہ ''ملتزم'' کہلاتا ہے، یہ دُعاء کی قبولیت کی جگہ ہے، یہاں آکر اپنا چہرہ اور سینہ دیوار سے لگا کر خوب گریۂ وزاری کے ساتھ دُعا کرے اور بیت اللہ سے فراق میں حزین وغمگین مسجدِ حرام سے باہر آئے؛ بلکہ کوشش کرے کہ گنہگار آنکھوں سے حسرت و افسوس کے چند آنسو بھی ٹپک جائیں، (۱) عورتیں اگر حیض کی حالت میں ہوں تو طوافِ وداع معاف ہے، طوافِ زیارت ہی ان کے لئے کافی ہے۔

(۱) ہدایہ مع الفتح: ۲/۵۱۰۔

حج بدل کے احکام

حج کے بارے میں اتفاق ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہے، اگر اس کی وفات ہوگئی ہو اور اس نے اپنے ترکہ میں سے حج کے لئے وصیت کی ہو یا زندہ ہو؛ لیکن اتنا مریض ہو کہ سفرِ حج کی طاقت نہیں رکھتا تو دوسرا شخص اس کی طرف سے حج کر سکتا ہے، حج بدل کے عام احکام وہی ہیں، جو خود حج کرنے کے ہیں؛ البتہ چند احکام میں فرق ہے، ان میں کچھ ضروری مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے :

○ حج بدل اگر زندہ شخص کی طرف سے کیا جائے تو ضروری ہے کہ یا تو وہ اتنا معذور ہو کہ پھر صحت کی اُمید نہیں ہو، یا مرض تو ایسا نہیں تھا، مگر ہوا یہی کہ حج بدل کرانے کے بعد بھی وفات تک ایسا صحت یاب نہ ہو سکا کہ خود حج کر سکے، اگر حج بدل کرانے کے بعد پھر صحت یاب اور حج کرنے پر قادر ہو گیا اور سفر کی

مالی استطاعت بھی اس کے اندر موجود ہے تو اب دوبارہ اس کو خود حج کرنا ہوگا — مگر یہ حکم حج فرض میں ہے، اگر کوئی شخص حج فرض کر چکا ہو اور بطورِ نفل حج بدل کرا رہا ہو تو گو وہ صحت مند اور سفر حج پر قادر ہو پھر بھی حج بدل کرا سکتا ہے۔

○ ''حج بدل'' کرنے والا شخص جب حج کا احرام باندھے تو کہے کہ ''میں نے فلاں شخص کی طرف سے حج کا احرام باندھا'' زبان سے کہنا بہتر ہے؛ لیکن ضروری نہیں ہے، دل سے نیت کر لینا بھی کافی ہے، اگر نام یاد نہ رہے تو کہے کہ ''جس شخص کی طرف سے حج بدل کرایا جا رہا ہے، میں نے اس کی طرف سے احرام باندھا''۔

○ ''حج بدل فرض'' کے لئے ضروری ہے کہ جس کی طرف سے حج کر رہا ہو، اگر وہ زندہ ہو تو خود اس نے حج کے لئے کہا ہو، وفات پا چکا ہو تو اس نے وصیت کی ہو۔

○ حج کے سفر اور دیگر اخراجات مکمل طور پر یا کم سے کم اس کا زیادہ حصہ اسی شخص کو ادا کرنا ضروری ہے، جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہے۔

○ جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے، حج بدل اس کے شہر سے ہونا چاہئے۔

○ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے وصیت کی ہوتو اگر ترکہ کے ایک تہائی سے اس کے شہر سے حج ہوسکتا ہوتو اسی طرح کردے، ورنہ اتنے روپئے میں جہاں سے سفر حج ہوسکتا ہو، وہاں سے کرادے، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ رحمت سے قبول فرمائیں گے۔

○ جو ''حج بدل'' فرض کے بدلہ ادا کیا جارہا ہو، وہ ایک ہی حج کا بدل ہوسکتا ہے، اگر دو شخص کی جانب سے حج بدل کی نیت

کرلے تو دونوں میں کسی کی طرف سے حج نہیں ہوگا —— ہاں اگر محض ایصالِ ثواب کے لئے دوسروں کی طرف سے حج کرے، تو ایک حج میں کئی اشخاص کے لئے ثواب کی نیت کرسکتا ہے۔

○ حج بدل مرد عورت اور عورت مرد کے لئے کرسکتے ہیں۔

○ بہتر ہے کہ جو شخص اپنا حج کرچکا ہو، اس سے حج بدل کرائے؛ اس لئے کہ اس صورت کے درست ہونے پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، تاہم حنفیہ کے نزدیک اس نے خود اپنا حج نہ کیا ہو اور اس پر حج فرض نہ ہو تو ایسے شخص سے بھی حج بدل کرایا جاسکتا ہے۔

○ جو شخص حج کررہا ہو، اس کے منشاء کے مطابق کرے، اگر اس نے حج افراد کے لئے کہا ہو تو حج افراد کرے اور حج قران کے لئے کہا ہو تو حج قران کرے۔(۱)

(۱) ردالمحتار: ۲/ ۲۳۵-۲۴۸۔

○ اگر مرنے والے شخص نے حج کے لئے وصیت نہیں کی تھی؛ لیکن ورثہ نے ان کی طرف سے حج کرایا تو انشاء اللہ اسے اجر حاصل ہوگا، مگر اصل میں یہ حج بدل نہیں ہے اور اس پر حج بدل کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

○ فقہاء نے کہا کہ حج بدل میں حج افراد یا حج قران ہی کیا جاسکتا ہے، حج تمتع نہیں کیا جاسکتا ہے، مگر فقہاء کی بعض عبارتوں سے ''حج تمتع'' کا بھی جائز ہونا معلوم ہوتا ہے؛ چنانچہ ''درمختار'' میں حج بدل کی صورت میں تمتع کی قربانی کے اخراجات اس شخص کے ذمہ رکھے گئے ہیں، جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہو، (۱) اور ماضی قریب کے علماء میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی اس کی اجازت دی ہے، آج کل چوں کہ حج کی آمد و رفت کے

(۱) درمختار علی ہامش الرد: ۲/۲۴۷۔

اوقات اپنے اختیار میں نہیں ہیں، بعض اوقات حج سے بہت پہلے سفر ہوجاتا ہے، ایسی صورت میں اتنی طویل مدت تک حالت احرام میں رہنا دشوار ہوتا ہے؛ اس لئے حج بدل میں ''تمتع'' بھی کیا جاسکتا ہے۔

○ قران اور تمتع پر شکرانہ کی جو قربانی دی جاتی ہے، اس کے اخراجات اس شخص پر ہیں، جس کی طرف سے حج کیا جائے اور اگر کسی غلطی سے دَم یا صدقہ واجب ہوجائے تو خود حج کرنے والا اس کا ذمہ دار ہے۔(۱)

● ● ●

(۱) الدر المختار: ۲/ ۲۴۷۔

حج وعمرہ کی غلطیاں اوران کا حکم

حج میں جو اُمور واجب ہیں ، ان میں سے کسی کی خلاف ورزی ہوجائے ، یا احرام کی وجہ سے جو باتیں ممنوع ہوجاتی ہیں ، ان میں سے کسی کو کر گزرے یا ''حرم'' کے احترام کے طور پر جو احکام دیئے گئے ہیں ، ان کے خلاف کوئی کام کرلے تو اس کو ''جنایت'' کہتے ہیں ،(۱) ان ''جنایات'' کی تلافی کے لئے کبھی قربانی اور کبھی صدقہ واجب ہوتا ہے ، فقہ کی کتابوں میں بہت سی جنایات ذکر کی گئی ہیں ، یہاں صرف ان کا ذکر کیا جاتا ہے ، جو عام طور پر پیش آتی ہیں :

(۱) البحر الرائق : ۳؍ ۱۴۔

○ احرام میں جن باتوں سے منع کیا گیا ہے، ان کو جان بوجھ کر کرے یا بھول کر، ناواقفیت کے تحت کرے یا جبر و دباؤ کی وجہ سے، بہرصورت جو صورتیں دَم واجب ہونے کی ہیں، ان میں دَم واجب ہوگا۔(۱)

○ نابالغ بچے سے ایسی باتیں ہوجائیں تو ان پر کچھ واجب نہیں۔(۲)

○ ایک کامل عضو پر احرام کی حالت میں عطر مل لے تو بکری ذبح کرنی ہوگی، گو ایک لمحہ کے بعد ہی دھو لے۔(۳)

○ کپڑے کے اکثر حصہ پر حالت احرام میں خوشبو لگالیا یا لگوالیا اور اسے پورے ایک دن پہنے رہا تو بکری واجب ہوگی،(۴) اس سے کم وقت میں اُتار لے تو صدقۃ الفطر کے مقدار کرنا پڑے گا۔

(۱) الدرالمختار:۲/۲۰۰۔ (۲) حوالۂ سابق۔
(۳) درمختار:۲/۲۰۱۔ (۴) درمختار:۲/۲۰۲۔

○ سلا ہوا کپڑا پہن لے اور ایک پورا دن یا پوری رات پہنے رہے یا پورا سر یا چوتھائی سر کپڑے سے ڈھانپے رہے تو قربانی واجب ہوگی، اگر ایک دن سے کم مگر گھنٹہ سے زیادہ پہنے یا سر ڈھانپے رہے تو صدقہ دینا ہوگا، (۱) اور ایک گھنٹہ سے بھی کم سر ڈھانپ لے یا سلا ہوا کپڑا پہن لے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کرنا ہوگا۔(۲)

○ سلے ہوئے کپڑے کو جسم پر چادر کی طرح لپیٹ لے یا مونڈھے پر رکھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح سر پر کپڑا نہ رکھے؛ البتہ ٹوکرا رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔(۳)

○ اگر نیند کی حالت میں کپڑے سے چہرہ یا سر ڈھانکے رہے تب بھی اس کا حکم بیداری کا سا ہے، اگر پوری رات یا دن چھپائے رہا تو قربانی اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔(۴)

---

(۱) درمختار ۲/ ۲۰۳۔ (۲) درمختار: ۲/ ۲۰۹۔

(۳) درمختار: ۲۰۳۔ (۴) درمختار: ۲/ ۲۰۳۔

○ حالتِ احرام میں کپڑے ناک کو لگانا مکروہ ہے، گو اس سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔(۱)

○ حالتِ احرام میں چہرہ کا ڈھکنا بھی جائز نہیں اور قربانی وصدقہ واجب ہونے میں جو حکم سر ڈھکنے کا ہے، وہی حکم چہرہ کا بھی ہے۔(۲)

○ حالتِ احرام میں چہرہ پر ''تولیہ'' کا استعمال بھی مکروہ ہے۔

○ کان اور گردن کو حالت احرام میں چھپایا جاسکتا ہے۔(۳)

○ پورا یا کم سے کم چوتھائی سر یا ڈاڑھی کا حصہ مونڈ لے یا بال کاٹ لے تو قربانی اور اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا،(۴) صرف مونچھ مونڈا لے یا تراش لے تو بھی صدقہ واجب ہوگا۔(۵)

○ حالتِ احرام میں اگر دوسرے حلال شخص یا محرم کا بال

(۱) ردالمحتار:۲/۲۰۴۔ (۲) درمختار:۲/۲۰۴۔
(۳) درمختار:۲۲۰۴۔ (۴) درمختار:۲/۲۰۴۔
(۵) درمختار:۲/۲۰۹۔

کاٹے تو کاٹنے والے محرم پر صدقہ واجب ہوگا۔(۱)

○ موئے زیر ناف یا ایک بغل کا بال بھی کاٹ لے تو قربانی واجب ہوجائے گی ، ہاتھوں یا پاؤں کے پورے ناخن کاٹ لے تو بھی قربانی واجب ہے۔(۲)

○ اگر پانچ سے کم ناخن کاٹے تو ہر ناخن کے بدلے صدقہ واجب ہوگا۔(۳)

○ طوافِ زیارت (جو فرض ہے) بلا وضو کرلے تب بھی قربانی واجب ہوگی۔(۴)

○ عمرہ کا طواف بھی بے وضو کرنے کی صورت میں قربانی واجب ہوجاتی ہے۔(۵)

---

(۱) درمختار:۲/۲۱۰۔ (۲) درمختار:۲/۲۰۴۔
(۳) درمختار:۲/۲۰۹۔ (۴) درمختار:۲/۲۰۵۔
(۵) درمختار:۲/۲۰۶۔

○ اگر خوانخواستہ کوئی طوافِ زیارت کئے بغیر واپس آجائے تو جتنی بار بیوی سے صحبت کرے گا اتنی ہی بار اس کو قربانی کرنی ہوگی۔(۱)

○ طوافِ وداع چھوڑ دے تو قربانی واجب ہوگی۔(۲)

○ طوافِ زیارت کے ساتھ سعی بھی کرنی تھی، مگر نہیں کی، یا عمرہ کی سعی چھوڑ دی، یا عذر و مجبوری کے بغیر سواری پر سعی کی تو قربانی دینی ہوگی، (۳) موجودہ زمانہ میں پہیوں والی کرسیاں سواری ہی کے حکم میں ہیں۔

○ اگر تینوں دنوں، یا ایک دن، یا ایک دن کی اکثر رمی چھوٹ جائے، ہر صورت میں ایک قربانی واجب ہوگی ـــــ اگر تین یا اس سے کم رمی چھوٹ جائے تو ہر کنکری کے بدلے صدقۃ الفطر کے بہ قدر صدقہ کرے۔(۴)

(۱) درمختار:۲/۲۰۷۔ (۲) درمختار:۲/۲۰۷۔
(۳) درمختار:۲/۲۰۹۔ (۴) درمختار:۲/۲۰۹۔

- حج کے افعال پورے کرنے کے بعد حدودِ حرم سے باہر بال کٹایا، یا ۱۲/ذوالحجہ کے بعد بال کٹایا، ہر دو صورت میں قربانی واجب ہوگی۔(۱)
- عمرہ کرنے والے کے لئے بال کٹانے میں وقت کی قید نہیں؛ لیکن حدودِ حرم سے باہر بال کٹانے کی صورت میں عمرہ کرنے والے پر بھی قربانی واجب ہوگی۔(۲)
- طوافِ زیارت یا طوافِ صدر میں تین یا اس سے کم چکر طواف کے چھوٹ جائیں، یا سعی میں تین یا اس سے کم چکر چھوٹ جائیں تو ہر چکر کے بدلہ صدقۃ الفطر کی مقدار صدقہ واجب ہوگا۔(۳)

---

(۱) درمختار:۲/۲۰۷۔ (۲) درمختار:۲/۲۰۸۔
(۳) درمختار:۲/۲۰۹۔

خواتین سے متعلق خصوصی احکام

حج کے اکثر احکام تو مردوں اور عورتوں کے لئے ایک ہی طرح کے ہیں؛ لیکن خواتین سے متعلق کچھ خصوصی احکام بھی ہیں، جن کا اپنی اپنی جگہ ذکر کر دیا گیا ہے، پھر بھی آسانی کے لئے عورتوں سے متعلق حج کے خصوصی مسائل یہاں لکھے جاتے ہیں؛ تا کہ بہنوں کو آسانی ہو :

(۱) احرام کی حالت میں عورتیں سر تو ڈھکا رکھیں گی؛ لیکن چہرہ کا پردہ اس طرح کرنا چاہئے کہ کپڑا چہرہ سے لگنے نہ پائے، اس کے لئے سر پر آگے کی جانب نکلی ہوئی کوئی ٹوپی وغیرہ استعمال کر سکتی ہیں، جس کے اوپر سے کپڑا ڈال دیئے جائیں، اس میں غیر ارادی طور پر کبھی چہرہ کھل بھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲) تلبیہ اور دوسرے دُعائیہ کلمات آہستہ کہیں۔

(۳) طواف میں اکڑ کر نہیں چلیں، جس کو ”رمل“ کہتے ہیں۔

(۴) سعی میں دو سبز ستونوں (میلین اخضرین) کے درمیان بھی معمول کے مطابق چلیں، مردوں کی طرح دوڑ کر نہیں چلیں۔

(۵) بال مونڈائیں گی نہیں؛ بلکہ حج وعمرہ کے بعد اُنگلی کے پورے کے بقدر بال تراش لینے پر اکتفا کریں گی، یہ بال خود بھی کاٹ سکتی ہیں، کسی اور عورت، شوہر یا محرم رشتہ دار سے بھی کٹوا سکتی ہیں۔

(۶) سلے ہوئے کپڑے استعمال کریں گی۔

(۷) حجر اسود اور رکن یمانی پر (اژدحام) ہو تو چھونے کی کوشش نہیں کریں گی۔

(۸) حج کا سفر ۷۷ کلومیٹر سے زیادہ ہو تو محرم رشتہ دار یا شوہر کے بغیر نہیں کریں گی۔

(۹) حیض آجائے تو طوافِ صدر معاف ہوجائے گا۔

(۱۰) حیض کی وجہ سے ''طوافِ زیارت'' ۱۲/ذوالحجہ کے بعد کریں تو دَم واجب نہیں ہوگا۔(۱)

(۱۱) چوں کہ آج کل مکہ کی مدت قیام میں قانونی پابندی ہے، اس لئے اس میں کوئی حرج نہیں کہ خواتین کو ماہواری آنے کا اندیشہ ہو تو وہ وقتی طور پر ''ممسک حیض دوائیں'' استعمال کرلیں۔

(۱۲) اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تین دنوں سے کم، دس دنوں سے زیادہ اور اسی طرح معمول کی عادت سے اتنا زیادہ کہ دس دن سے بڑھ جائے، آنے والا خون استحاضہ کا ہے، اس میں وضو کرکے اور اچھی طرح کپڑے باندھ کر مسجدِ حرام میں داخل ہونا اور نماز پڑھنا سب جائز ہے۔

---

(۱) ملخص از بحر: ۲/۳۵۵۔

(۱۳) حیض کی حالت میں مسجدِ حرام میں داخل ہونا، طواف کرنا، نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن کرنا ناجائز ہے، باقی اس کے علاوہ دُعائیں اور درود شریف وغیرہ کے اہتمام میں کوئی مضائقہ نہیں، اسی طرح طواف زیارت کے سوا تمام افعال حج ـــــ عرفات ومزلفہ میں قیام، جمرات پر رمی، قربانی، بال کا تراشنا، منیٰ میں رات گزارنا اور ذکر و دُعا وغیرہ ـــــ اسی حالت میں انجام دیئے جاسکتے ہیں، اگر طواف زیارت میں طواف کے فوراً بعد حیض شروع ہوجائے تو اسی حالت میں سعی کرسکتی ہیں۔

(۱۴) اگر طواف زیارت سے پہلے کسی عورت کو حیض یا نفاس آجائے اور طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کی گنجائش نہ ہو کہ وہ حیض یا نفاس سے فارغ ہوکر طوافِ زیارت کرسکے تو اولاً تو پوری کوشش کرے کہ سفر آگے بڑھ جائے؛ لیکن اگر ممکن نہ ہو تو

خوب اچھی طرح کپڑے باندھ کر اسی حالت میں طواف کر لے اور حدودِ حرم میں ایک بڑے جانور کی قربانی دیدے، یہی علماءِ ہند کی رائے ہے، (اہم فقہی فیصلے: ۱۲۱) —— اگر فوری طور پر قربانی دینے کی استطاعت نہیں ہے، تو بعد میں بھی قربانی کرا سکتی ہیں۔

● ● ●

زیارتِ مدینہ

مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے پاکباز اور جاں نثار صحابہ کی بستی ہے، خود آپ کو اس شہر سے محبت تھی، اسی نسبت سے اس پاک سرزمین کی محبت اور وہاں پہنچنے کی تڑپ ہر مسلمان کے لئے جزوِ ایمان ہے، مدینہ منورہ کا سفر حج سے پہلے بھی کیا جاسکتا ہے اور حج کے بعد بھی، حج کے درست اور مکمل ہونے کا مدینہ کی زیارت سے کوئی تعلق نہیں؛ لیکن کون محروم مسلمان ہوگا جو دور دراز کا سفر کر کے اس مبارک شہر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت سے محرومی کو گوارا کرے؟

جب مدینہ کا سفر ہوتو درود شریف کی خوب کثرت رکھے،

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کتاب ''نشر الطیب'' سے صوفی محمد اقبال صاحبؒ نے ''چہل درود'' کے نام سے چالیس صلوٰۃ وسلام کا مجموعہ مرتب کیا ہے، ان درودوں کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک الفاظ میں ہیں اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک الفاظ میں جو نورانیت اور تاثیر ہوگی، دوسروں کے کلام میں کہاں ایسی نورانیت پیدا ہو سکے گی؟ اگر اسی مجموعہ کو ساتھ رکھیں تو بہت مناسب ہوگا، ویسے ایک مختصر درود لکھا جاتا ہے، اسے زبانی یاد کرلیں اور اس کی کثرت رکھیں :

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

قبر شریف پر صلوٰۃ وسلام

مدینہ منورہ میں زیارت کی سب سے بڑی جگہ خود رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف ہے، قبر شریف کی زیارت میں بڑا اجر وثواب ہے، زیارت کا ادب یہ ہے کہ قبر کے سامنے کھڑے ہوکر ہلکی آواز میں صلوٰۃ وسلام پڑھیں، صلوٰۃ وسلام کے لئے کوئی خاص لفظ متعین نہیں ہے، ویسے یہ کلمات بھی صلوٰۃ وسلام کے لئے مناسب ہیں :

الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَحْمَةً لِلْعَالَمِيْن ، اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْن ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَاَشْهَدُ اَنَكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ

الْاُمَّۃَ وَکَشَفَ الغُمَّۃَ ، اَجْزاَکَ اللہ عَنَّا أَفْضَلَ وَاکْمَلَ مَاجَزیٰ بِہٖ نَبِیاً عَن اُمَّتِہٖ ۔

اللہ کے رسول ﷺ! آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو، رحمت کائنات! آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو، خاتم النبیین! آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ سوا کوئی معبود نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے رسالت کا حق ادا فرمایا، حق امانت ادا کیا، اُمت کی خیر خواہی فرمائی اور اُمت کی فکر کو دور فرمایا، اللہ آپ کو ہماری طرف سے افضل اور کامل ترین بدلہ عطا فرمائے، جو کسی نبی کو اپنی اُمت کی طرف سے دیا جاتا ہے۔

اگر اتنا طویل صلوٰۃ وسلام یاد نہ ہوتو ''اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ اللّٰہ'' کہتا رہے یہی کافی ہے، دوسروں کا سلام پہنچانا ہوتو ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلُ اللّٰہ من ......'' کہہ کر اخیر میں ان صاحب کا نام لے لیں۔(۱)

قبر اطہر کی جالی میں تین حلقے بنے ہوئے ہیں، ایک حلقہ کسی قدر بڑا ہے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے سامنے ہے، اس کے بعد دو چھوٹے چھوٹے حلقے ہیں، یہ بالترتیب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی قبروں کے سامنے ہیں، حضرت ابوبکرؓ کی قبر کے سامنے بھی سلام پڑھیں اور یوں کہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہ اَبَابَکْرِ الصِّدِّیْقُ'' پھر اگلے حلقہ کے سامنے حضرت عمرؓ پر سلام پڑھیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْن عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب''

(۱) مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۰۷۔

پھر کسی قدر آگے بڑھ کر قبلہ رُو ہو جائیں اور خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دُعا کریں کہ اسے آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل ہو، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت مومن کے لئے آخرت کا بڑا سہارا ہے۔

مسجدِ نبوی میں

مسجدِ نبوی، مکہ مکرمہ کی مسجدِ حرام کے بعد سب سے عالی مرتبت مسجد ہے، جس میں ایک روایت کے مطابق ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔(۱)

اس لئے جب تک مدینہ میں رہے، درود شریف کے اہتمام کے ساتھ ساتھ مسجد نبوی میں ہی نماز کی کثرت رکھے، اب یہ مسجد بہت وسیع ہوگئی ہے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کا غالباً پورا

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۱۱، باب ماجاء فی الصلاۃ فی المسجد الجامع۔

شہر مدینہ اس مسجد کے اندر آ گیا ہے، یہ توسیع شدہ حصہ بھی مسجد نبوی ہی کے حکم میں ہے اور اس میں جہاں بھی نماز پڑھی جائے، انشاء اللہ اسی حدیث کے مطابق اس کو نماز کا ثواب حاصل ہوگا؛ کیوں کہ یہ اضافہ شدہ حصہ اصل مسجد کے تابع ہے۔

تاہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کا جو حصہ تھا، تبرکاً کچھ نمازیں وہاں بھی پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اس طویل وعریض مسجد میں سمت قبلہ میں ترکی عہد کا تعمیر شدہ حصہ واقع ہے، اس حصہ میں کچھ سرخ ستون ہیں، جن پر سنہری لمبی لکیریں ڈالی گئی ہیں، یہ عہد نبوی کی مسجد کی نشاندہی کرتا ہے، یعنی جتنے حصہ میں ایسے ستون واقع ہیں، وہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی اصل مسجد ہے، منبر اطہر اور قبر شریف کے درمیان کچھ حصہ ہے جس میں سرخ سنگی ستون پر سفید سنگ مرمر کی پٹیاں جڑی ہوئی ہیں

اور سرخ کے بجائے سفید قالین بچھی ہوئی ہیں، جس پر سبز کشیدہ کاری ہے، یہ حصہ ''ریاض الجنہ'' کا ہے، اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی کیاری قرار دیا ہے، (۱) اس حصہ میں بھی چند رکعتیں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر فرض نماز نہ پڑھ پائیں تو نفل نماز پڑھ لیں؛ البتہ مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا درست نہیں۔

'ریاض الجنہ' ہی کے حصہ میں ایک محراب بنی ہوئی ہے، جس پر لکھا ہوا ہے: ''مصلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' یہ وہ جگہ ہے، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازوں کی امامت فرمایا کرتے تھے، ترکوں نے اس کی تعمیر میں بڑا ادب ملحوظ رکھا ہے، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبارک پڑتی تھی، اس حصہ پر محراب کی تعمیر ہے، اب جب

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۱۱۹۵، باب فضل مابین القبر والمنبر، کتاب فضل الصلاۃ، مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۹۰، باب مابین القبر والمنبر روضة من ریاض الجنة، کتاب الحج۔

کوئی شخص وہاں نماز ادا کرتا ہے تو جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پائے مبارک ہوتا تھا، وہاں اس کا سر ہوتا ہے، یہاں بھی دوسروں کو ایذاء پہنچائے بغیر چند رکعتیں پڑھنے کی کوشش کریں۔

مسجد نبوی ہی میں ''صفہ'' واقع ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کی پہلی اسلامی درسگاہ ہے، مدینہ کے باہر سے آنے والے صحابہ اور مہمان یہیں قیام کیا کرتے تھے اور اہل مدینہ ان کے کھانے کا انتظام کرتے تھے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ وغیرہ جیسے بڑے بڑے صحابہ نے یہیں رہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسبِ فیض کیا ہے؛ اس لئے کسی باخبر شخص سے وہ جگہ معلوم ہو جائے تو تبرکاً موقع نکال کر یہاں بھی دو چار رکعت نفل پڑھ لینا بہتر ہے۔

جنت البقیع

مسجدِ نبوی سے متصل ہی مدینہ کا مشہور قبرستان ''جنت البقیع''

واقع ہے، اس قبرستان کی بھی زیارت کرنی چاہئے، اس میں تقریباً دس ہزار صحابہ مدفون ہیں، جگر گوشۂ رسول ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ، ازواجِ مطہراتؓ، بنات طاہراتؓ اور کچھ اوراہل بیت اطہارؓ، آپ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، امام نافعؒ اور امام مالکؒ وغیرہ کی قبریں نمایاں ہیں، غرض اس قبرستان میں کتنے ہی جاں نثارانِ اسلام، محدثین ومفسرین، فقہاء وقراء وحفاظ اور اولیاء عارفین آسودہ خواب ہیں، اللہ ان کی قبروں کو ٹھنڈی اور روشن رکھے، اس مبارک قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے اس طرح کہے :

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْن
فَإِنَّا إِنْشَاء الله بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ،
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِيْعِ الغَرْقَدِ ،
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ۔ (۱)

(۱) وفاء الوفاء: ۴/ ۱۴۱۰۔

اے اہل ایمان کی بستی میں بسنے والو! آپ پر
سلامتی ہو، ہم بھی انشاء اللہ آپ ہی سے ملنے
والے ہیں ، خداوندا ! اہل بقیع کی مغفرت
فرمایئے ،اے اللہ! ہماری بھی مغفرت فرمایئے
اوران کی بھی۔

جن حضرات کی قبریں نمایاں ہیں اور معلوم ہوجائے کہ یہ
کن کی قبر ہے؟ ان کی قبر پر نام لے کر سلام کیا جاسکتا ہے
اور صاحبِ قبر کے لئے دُعاء کی جاسکتی ہے، جیسے حضرت فاطمہؓ
کی قبر پر یوں کہے :

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا فَاطِمَۃ بِنْتَ
رَسُوْلِ اللّٰہ ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَھَا ۔

فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلامتی ہو،
اے اللہ! میری اوران کی مغفرت فرمادیجئے۔

البتہ قبروں سے مرادیں مانگنا، ان کو سجدہ کرنا، ان کو چومنا، وہاں سے مٹیوں کا اُٹھانا یا طواف کی نیت سے ان کے چاروں طرف گھومنا حرام اور سخت گناہ ہے اور یہ اللہ کو ناراض کرنے کا سبب ہیں۔

میدان اُحد

مدینہ شہر سے باہر "اُحد" پہاڑ واقع ہے، یہ بہت طویل وعریض پہاڑی سلسلہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "میں اُحد سے محبت کرتا ہوں اور اُحد مجھ سے محبت کرتا ہے" (۱) اسی پہاڑ کے دامن میں شہداء اُحد مدفون ہیں، یہ ایک وسیع میدان ہے جس کے چاروں طرف دیوار کا احاطہ ہے اور دیوار کی ایک جانب جالیاں نصب ہیں، جن سے اندر کا میدان اور قبریں

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۴۴۲۲، باب کتاب المغازی، مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۹۲، باب احد جبل یحسبنا ونحبه، کتاب الحج۔

نظر آتی ہیں، سید الشہداء حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی قبریں نمایاں ہیں، باقی قبریں نظر نہیں آتیں، جب مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوتو ان شہداء پر سلام پیش کرنا چاہئے، اس طرح سلام پیش کر سکتے ہیں :

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الشُّھَدَاءِ حَمْزَۃَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ عَمَّ رَسُوْلِ اللہ۔

اے شہیدوں کے سردار حمزہ بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا! آپ پر سلام ہو۔

اس کے علاوہ تمام شہداء اُحد پر بھی ہدیۂ سلام پیش کرنا چاہئے :

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُھَدَاءَ اُحُدْ ! کَافَّۃً عَامَّۃً وَرَحْمَۃُ اللہ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اے تمام شہداءِ اُحد! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

مسجدِ قبا

مدینہ منورہ کی حاضری میں ایک مسنون عمل مسجدِ قبا میں حاضری ہے، بہتر ہے کہ ہفتہ کے دن مسجدِ قبا جائیں، مسجدِ قبا میں دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہئے، بعض روایتوں میں ہے کہ اس مسجد میں دو رکعت نفل سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے، (۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی معمول ہفتہ کے دن مسجدِ قبا جانے اور دو رکعت نماز پڑھنے کا تھا۔(۲)

کچھ اور مقامات

مدینہ منورہ میں اور بھی کئی مقامات ہیں، جن کو ان کی نسبتوں کی وجہ سے خاص اعزاز و احترام حاصل ہے، جس جگہ غزوۂ خندق پیش آئی تھی، وہاں پہاڑ کے دامن میں چھ چھوٹی چھوٹی

(۱) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۱۴۰۹، باب ماجاء فی الصلاۃ فی مسجد قبا۔
(۲) مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۹۹، باب فضل مسجدِ قبا وفضل الصلاۃ فیہ وزیارتہ۔

مسجدیں بنی ہوئی ہیں، یہ مسجد فتح، مسجد سلمان فارسی، مسجد علی، مسجد عمر، مسجد سعد بن معاذ اور مسجد ابوبکر کہلاتی ہیں اور ''ستہ مساجد'' کے نام سے معروف ہیں، مسجد فتح اس مقام پر ہے، جہاں غزوۂ خندق میں آپ تشریف فرما تھے اور بقیہ مسجدیں بھی وہاں قیام پذیر صحابہ کرام کی طرف منسوب ہیں (غالباً اب ان مسجدوں کو منہدم کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ صرف ایک مسجد تعمیر کر دی گئی ہے۔

مدینہ میں ایک مسجد ''مسجد قبلتین'' کے نام سے معروف ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں نماز پڑھا رہے تھے اور رُخ قبلۂ اول بیت المقدس کی طرف تھا، دورانِ نماز ہی اللہ تعالی کی طرف سے قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ نے رُخ تبدیل کر لیا، بطورِ یادگار اس مسجد میں دونوں طرف محراب بنادی گئی ہے، کعبۃ اللہ کی طرف بھی اور بیت المقدس کی طرف بھی، تاہم اب بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا جائز نہیں۔

ان مسجدوں میں عبرت وموعظت کی نیت سے جانا اور تحیۃ المسجد کے طور پر دو رکعت نفل نماز پڑھ لینا اجر وثواب سے خالی نہیں۔

مدینہ منورہ چوں کہ اسلام کا مرکز ہے، یہیں اسلام کا پودا پھولا، پھلا اور تناور ہوا؛ اس لئے اس شہر میں قدم قدم پر یادگار مقامات ہیں؛ لیکن اب ان کا پتہ نہیں چلتا اور وہاں تک زائرین کا پہنچنا مشکل ہوتا ہے، جیسے حضرت سلمان فارسیؓ کا باغ یا بیئر اریس جو آ کل ''بیئر اریس عثمان'' کہلاتا ہے، تاہم ان مقامات پر حاضری کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، اس لئے ان مقامات کی کھوج وتلاش میں بہت سارا وقت خرچ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ زیادہ سے زیادہ وقت مسجدِ نبوی میں ادائیگی نماز، درود شریف اور قبر شریف پر صلوٰۃ وسلام میں صرف کرنا چاہئے، وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

● ● ●

چند جامع دُعائیں

حج اور حرمین شریفین کی زیارت میں مختلف مواقع اور مقامات دُعا کی قبولیت کے آتے ہیں، ان موقعوں پر خصوصاً اور پورے سفر میں عموماً دُعاؤں کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، خاص خاص مواقع پر جو دُعائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں، وہ اپنی اپنی جگہ آچکی ہیں، یہاں قرآن وحدیث سے انتخاب کر کے کچھ خاص جامع دُعائیں نقل کی گئی ہیں اور ان کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے، ان دُعاؤں کو زبانی یاد کر لینے اور ان کا معنی ذہن میں رکھنے کی کوشش کریں؛ اس لئے کہ قرآن وحدیث کے الفاظ میں بھی ایک برکت ہے؛ البتہ اگر کوشش کے باوجود یاد نہ ہو سکے تو اس کا مفہوم

ذہن میں رکھیں اور اپنی زبان میں اللہ سے مانگیں، یہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ حج میں صرف یہی دُعائیں کی جائیں گی؛ بلکہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق اپنے دین، آخرت، دنیا، صحت، رزق، عمر وحیات، علم، بچوں کے لئے، والدین کے لئے، زندوں کے لئے، مردوں کے لئے، رشتہ داروں، دوستوں اور جن لوگوں نے جس بات کی دُعا کرنے کو کہا ہے، ان کے لئے دُعا کا اہتمام کرے :

- رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ:۲۰۱)

ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما اور عذابِ دوزخ سے بچا۔

- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران:۸)

پروردگار! ہدایت دینے کے بعد پھر ہمارے دلوں کو محروم ہدایت نہ فرمایئے، اپنے خزانۂ رحمت سے دیجئے، بے شک آپ داتا ہیں۔

● رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف: ۲۳)

اے پالنہار! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، اگر آپ نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

● رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (یونس:۸۵)

اے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کی طرف سے

ابتلاء کا شکار نہ فرمایئے اور اپنی رحمت سے کافروں سے نجات دیجئے۔

● لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ (الانبیاء:۸۷)

آپ کے سواء کوئی معبود نہیں، آپ کی ذات تمام کوتاہیوں سے پاک ہے؛ البتہ میں خود خطا کاروں میں سے ہوں۔

● رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (الحشر:۱۰)

ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہم سے پہلے کے مسلمان بھائیوں کو معاف فرما دیجئے، میرے

دل میں اہل ایمان کی طرف سے کینہ نہ رہنے دیجئے، اے پروردگار! بے شک آپ مہربان ورحم دل ہیں۔

● رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (البقرۃ:۱۲۷)

پروردگار! ہماری دُعا قبول فرمائیں کہ آپ سننے اور جاننے والے ہیں۔

● اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَاباً يَّسِيْراً۔ (مسند احمد)

اے اللہ! میرے ساتھ آسان حساب وکتاب کا معاملہ فرمائیے۔

● اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔ (مسند احمد)

اے اللہ! دلوں کے پھیرنے والے! ہمارے

دلوں کو اپنی طاعت کی طرف پھیر دیجئے۔

● اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ (ترمذی)

اے اللہ! میری جہنم سے حفاظت فرمایئے۔

● اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ ۔ (۱)

اے اللہ! میں آپ سے جنت کا خواستگار ہوں۔

● اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ والْجُبْنِ وَالْهَرْمِ وَالْبُخْلُ ۔(۲)

اے اللہ ! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ، مجبوری، سستی ، بزدلی، حد سے گزرا ہوا بڑھاپا اور بخل سے۔

---

(۱) ابن ماجه، حدیث نمبر:۳۸۴۶۔

(۲) بخاری ، حدیث نمبر : ۲۸۲۳ ، باب مایتعوذ من الحین کتاب الجهاد والسیر، مسلم، حدیث نمبر:۲۷۰۶، باب التعوذ من العجز والکسل کتاب الذکر۔

● اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی ،
وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ۔ (۱)

اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، تقویٰ، پاکبازی
اور استغناء کا خواستگار ہوں۔

● اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ کُلَّہٗ دِقَّہٗ وَجُلَّہٗ
وَاَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ وَعَلَانِیَّہٗ وَسِرَّہٗ ۔ (۲)

خداوندا! میرے تمام بڑے چھوٹے، اول
وآخر اور کھلے چھپے گناہ معاف فرما دیجئے۔

● اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا
یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ ، وَمِنْ
نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَا

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۲۱، باب التعوذ من شر ما عمل، کتاب الذکر والدعاء۔
(۲) مسلم، حدیث نمبر: ۴۸۳، باب ما یقال فی الرکوع والسجود، کتاب الصلاۃ۔

يُسْتَجَابُ لَهَا ۔ (۱)

اے اللہ! جس علم سے نفع نہ ہو، جو قلب خدا ترس نہ ہو، جو نفس آسودہ نہ ہو اور جو دُعا قبول نہ کی جائے، اس سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

● اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْماً كَثِيْراً وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ (۲)

اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے، گناہوں کو آپ کے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا،

---

(۱) مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۲۲، باب التعوذ من شر ما عمل، کتاب الذکر۔

(۲) بخاری، حدیث نمبر: ۸۳۴، باب الدعاء قبل السلام، مسلم، حدیث نمبر: ۲۷۰۴، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، کتاب الذکر۔

اپنی طرف سے میرا گناہ معاف فرما دیجئے اور مجھ
پر رحم کیجئے، بے شک آپ معاف کرنے والے
اور مہربان ہیں۔

● اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمِ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (۱)

اے اللہ! میرے لئے اگلے پچھلے اور کھلے
چھپے اور جو کچھ میں نے زیادتی کی ہو، اسے
معاف کر دیجئے اور ان گناہوں کو بھی جن سے

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۶۳۹۸، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم اغفرلی الخ، کتاب الدعوات، مسلم، حدیث نمبر: ۲۴۱۹، باب التعوذ من شر ما عمل الخ، کتاب الذکر۔

آپ زیادہ واقف ہیں،آپ ہی آگے بڑھانے
والے اور پیچھے کرنے والے ہیں اور آپ
ہر چیز پر قادر ہیں۔

● **اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ ، لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ۔** (۱)

خداوندا! آپ کی ناراضگی کے مقابلہ آپ کی
خوشنودی ،آپ کی پکڑ کے مقابلہ عفو و درگزر
اورآپ کی گرفت کے مقابلہ خود آپ ہی کی پناہ
کا خواستگار ہوں ، میں آپ کی تعریف نہیں
کرسکتا،آپ کی ذات ویسی ہی ہے،جیسی آپ
نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔

(۱) مسلم،حدیث نمبر:۴۸۶،باب مایقال فی الرکوع والسجود۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْراً ، وَفِيْ
بَصَرِيْ نُوْراً ، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْراً ، وَعَنْ
يَمِيْنِيْ نُوْراً ، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْراً ،
وَفَوْقِيْ نُوْراً ، وَتَحْتِيْ نُوْراً ، وَاَمَامِيْ
نُوْراً ، وَخَلْفِيْ نُوْراً ، وَاجْعَلْ لِيْ نُوْراً ۔ [۱]

خداوندا! میرے قلب، نگاہ اور کان میں نور
بھردے، میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے،
آگے اور پیچھے منور فرمادے اور میرے لئے
نور ہی نور کردے۔

● ● ●

(۱) بخاری، حدیث نمبر: ۶۳۱۶، باب الدعاء إذا انتبہ من اللیل، کتاب الدعوات۔

خلاصۂ احکام حج (تمتع)

○ احرام(۱) (عمرہ)	فرض
○ طوافِ عمرہ(۲)	فرض
○ طوافِ کے بعد سعی	واجب
○ حلق یا قصر	واجب
○ حج شروع کرنے سے پہلے حج کا احرام	فرض
○ وقوف منیٰ	سنت
○ وقوفِ عرفات	فرض

(۱) حج افراد میں احرام باندھتے وقت صرف حج کی اور قران میں حج وعمرہ دونوں کی نیت کی جائے گی اور حج کے بعد ہی احرام کھولا جائے گا۔
(۲) افرداور قران کرنے والوں کے لئے طواف قدوم کرنا بھی سنت ہے۔

○ وقوفِ مزدلفہ	واجب
○ رمی جمرہ عقبیٰ (۱۰/ذوالحجہ)	واجب
○ قربانی(۱)	واجب
○ حلق یا قصر	واجب
○ طوافِ زیارت	فرض
○ طوافِ زیارت کے ساتھ سعی	واجب
○ رمی جمرات (صغریٰ، وسطیٰ، عقبیٰ)	واجب
○ طوافِ وداع	واجب

● ● ●

(۱) حج افراد کرنے والوں پر قربانی کرنا واجب نہیں ہے، مستحب ہے۔

افعالِ حج کا نقشہ

۸ر ذوالحجہ (یوم ترویہ)

- منیٰ کو روانگی
- ظہر تا عشاء کی نمازیں منیٰ میں ادا کرنا

۹ر ذوالحجہ (یوم عرفہ)

- نماز فجر منیٰ میں ادا کرنا
- عرفات کے لئے روانگی
- زوال آفتاب تا غروب آفتاب: عرفات میں وقوف
- مسجد نمرہ میں نماز ادا کرنے کی صورت میں ظہر و عصر کو جمع کرنا اور خیموں میں نماز ادا کرنے کی صورت میں دونوں کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا۔

○ غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے روانگی

۹/ذوالحجہ گذر کر شب (شب مزدلفہ)

○ مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء کو جمع کرنا

○ تینوں دنوں کی رمی کے لئے (۴۹ عدد) کنکری جمع کرنا

۱۰/ذوالحجہ

○ طلوع آفتاب سے ذرا پہلے تک مزدلفہ میں وقوف

○ منیٰ کو روانگی

جمرہ عقبیٰ پر رمی ❖

قربانی ❖

حلق یا قصر ❖

طوافِ زیارت ❖ ●

❖ ان چاروں افعال کو اسی ترتیب سے کرنا سنت ہے۔

● طوافِ زیارت ۱۲/ذوالحجہ کو آفتاب تک کر سکتے ہیں۔

۱۱/ذوالحجہ

- تینوں جمرات پر رمی

۱۲/ذوالحجہ

- تینوں جمرات پر رمی
- منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں وقوف کے دوران ذکر، استغفار، تلاوتِ قرآن مجید، دُعاء اور نفل نمازوں کا اہتمام کرنا چاہئے۔

● ● ●